اسلامی اقدار کا نقیب

ہفت روزہ

ترجمانِ اسلام

لاہور

نگرانِ اعلیٰ

مولانا مفتی محمود

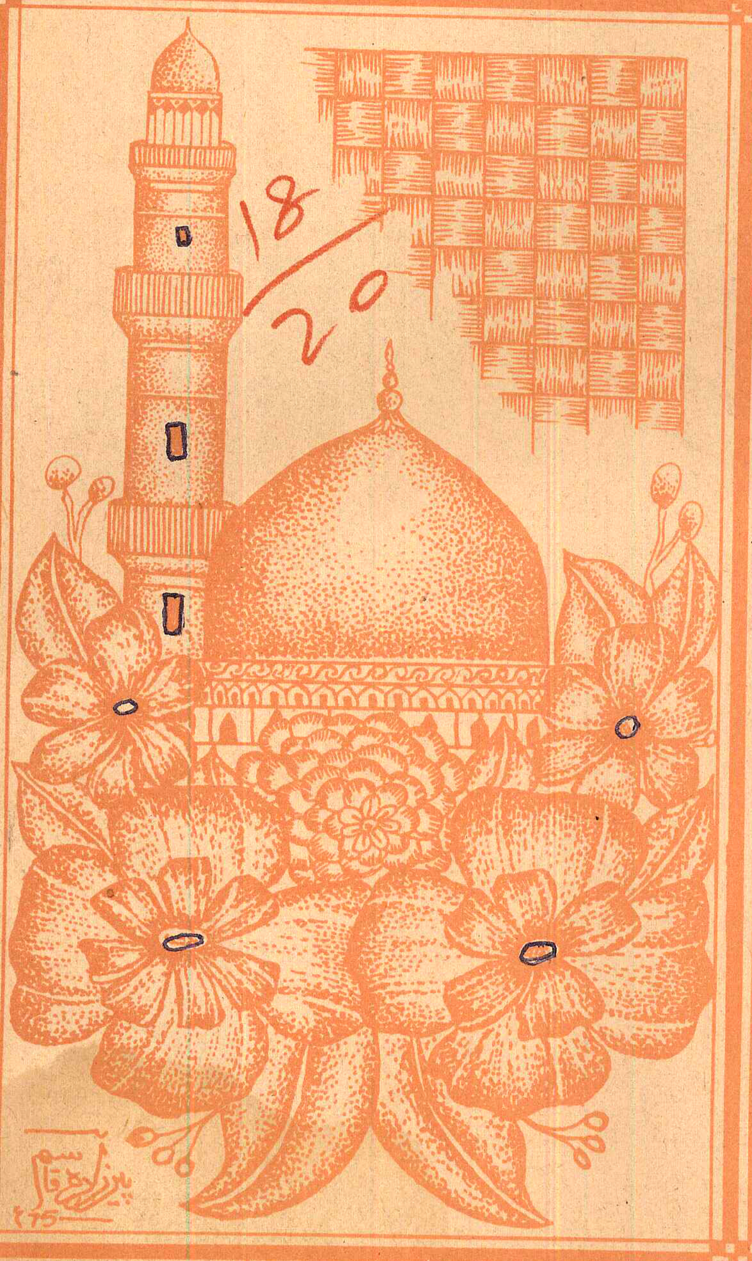

پاکستان کی سالمیت اور بقار کا انحصار اسلام کے عادلانہ نظام کے نفاذ میں ہے۔

جب تک اس ملک میں اسلامی نظام نافذ نہیں ہوگا ملک ترقی کی راہ پر گامزن نہیں ہو سکے گا!

محمد عبداللہ درخواستی
امیر جمعیۃ علماء اسلام۔ پاکستان

نعت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کیوں اِن بُتوں کے عشق کی تہمت اٹھائی جائے
چل کر اسی گلی میں نہ دُھونی رمائی جائے

یوں اس گلی میں چشمِ تمنّا سجائی جائے
پلکوں پہ آنسوؤں کی کناری لگائی جائے

بازی گہہ حیات میں عقبیٰ کا رکھ خیال
وہ کام کر کہ حشر میں صورت دکھائی جائے

اس کا خدا ہوا جو محمدؐ کا ہو گیا
یہ بات منکروں میں نہ کہہ کر گنوائی جائے

عشقِ رسول ہے تو سکوں کی دعا نہ مانگ
یہ آگ لگ گئی ہے تو پھر کیوں بُجھائی جائے

شاید چلے بدن بھی تصور کے ساتھ ساتھ
تاثیرِ عشق یوں بھی کبھی آزمائی جائے

ہو جائیں راہ میں نہ کہیں اشکِ غم تمام
پونجی یہ اس گلی میں پہونچ کر لٹائی جائے

جب تک وہ تاجدارِ دو عالم نہ دیکھ لے
فردِ عمل مری نہ کسی کو دکھائی جائے

جس شخصیّت کا ذکر ادب سے کرے خدا
کیا میرا مُنہ کہ اس سے محبت جتائی جائے

لے اس کا نام جس سے بھلا دو جہان میں ہو
کہ اس کا ذکر جس سے دلوں کی بُرائی جائے

جا کر درِ حضور پہ مجھ کو رہی یہ فکر!
آنکھوں میں کس طرح یہ تجلّی سمائی جائے

ہے جانے کون کس کے بدن میں چھُپا ہوا
انگلی کسی پہ سوچ سمجھ کر اٹھائی جائے

جن کا یہ قول ہے کہ مرے ہیں سبھی مرے
قسمت انہی کے در پہ نہ کیوں آزمائی جائے

دانش ہزار رنگ کے جلوے ہیں دھر میں!
دل میں کہاں جگہ کہ طبیعت لگائی جائے

احسان دانش

اداریہ — اکرام القادری

بائیکاٹ کا فیصلہ

متحدہ جمہوری محاذ نے مسلسل دو روز تک غور و خوض اور بحث و تمحیص کے بعد قومی اسمبلی اور سینٹ کے اجلاس میں شرکت نہ کرنے اور بدستور بائیکاٹ جاری رکھنے کا فیصلہ کیا ہے۔ محاذ کے رہنماؤں نے صوبائی اسمبلیوں کے اراکین سے بھی بائیکاٹ کی اپیل کی ہے۔ محاذ کے رہنماؤں کے نزدیک قومی و صوبائی اسمبلیوں اور سینٹ کے اجلاس میں شرکت و عدم شرکت اس وقت تک ملک و قوم کے لیے سودمند و نفع بخش نہیں ہو سکتی جب تک حکومتی پارٹی کمہ مکرنیوں سے باز نہیں آتی، باہمی رضامندی سے کیے گئے معاہدوں کا احترام نہیں کرتی اور قومی اسمبلی کو مقتدر و با اختیار ادارہ تسلیم نہیں کر لیتی۔

متحدہ محاذ کے فیصلہ بائیکاٹ کے بعد حکومت تازہ دم ہو کر پروپیگنڈے کے وسیع تر محاذ پر آ گئی ہے۔ اس مرتبہ ارباب اقتدار پرانے دلائل کے زنگ آلود اور کند قسم کے ہتھیاروں کے ساتھ بزعم خویش بجٹ اجلاس کی اہمیت کا نیا آلہ لے کر میدان میں کود پڑے ہیں۔

ہمیں افسوس ہے کہ حکومتی پارٹی کا ہر کبیر و صغیر اور وزیر و مشیر بجٹ اجلاس کی راگنی تو الاپ رہا ہے، مگر اپنے دامن و بند قبا کی طرف ذرا دیدہ نگاہی سے بھی دیکھنا گوارا نہیں کرتا۔ ریڈیو، ٹیلی ویژن اور ٹرسٹی اخبارات ان انجام فراموشوں کی جولاں گاہ ہیں۔ اپوزیشن رہنماؤں کو رگیدنا ان کا شبانہ روز مشغلہ اور ہل من مبارز کی بے مقصد تعلّیاں ان کا پیشہ، مگر اپنی تر دامنی، آبائی گناہ گاری اور پشتینی ڈھٹائی کا انہیں بھولے سے بھی خیال نہیں آتا۔ ان جیسے کے اندھوں سے کون کہے کہ اپنی آنکھ کا شہتیر دیکھیں۔

جہاں تک بجٹ اجلاس کی اہمیت و حیثیت کی بات ہے تو اپوزیشن رہنماؤں نے ایک لمحے کے لیے بھی اس سے انکار نہیں کیا۔ قائم مقام قائد حزب اختلاف مولانا مفتی محمود اور دیگر اپوزیشن رہنماؤں کے بیانات اس پر شاہد عدل ہیں۔ مفتی صاحب نے اس بات کی بھی وضاحت کر دی تھی کہ اپوزیشن کا بائیکاٹ رواں اجلاس کے سلسلے میں تھا۔ صاحبزادہ فاروق علی مولانا مفتی محمود سے ملاقات کے لیے آئے تو اس وقت بھی مفتی محمود صاحب نے کشادہ دلی سے افہام و تفہیم اور مصالحت و مفاہمت کو ہی ترجیح دی جس کا اعتراف محترم صاحبزادہ صاحب نے بھی کیا۔ حتیٰ کہ مفتی صاحب نے یہاں تک کہہ دیا کہ اب گیند حکومت کے کورٹ میں ہے اور اپوزیشن کے آئندہ فیصلے کی ذمہ داری حکومت کے منفی یا مثبت رویہ پر ہو گی ———— قائد حزب اختلاف کے ان واضح بیانات کی روشنی میں ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ اگر حکومت دل سے بجٹ اجلاس ایسے اہم اجلاس میں اپوزیشن کی شرکت کی متمنی ہوتی تو ضرور اپنے رویہ میں لچک پیدا کرتی۔ کم از کم باہمی رضامندی سے کیے گئے معاہدے کا پاس و لحاظ کیا جاتا، مگر محسوس ایسا ہوتا ہے کہ ارباب اقتدار اپوزیشن کے بائیکاٹ کے خلاف شور و غوغا کرنے کے باوجود، نہیں چاہتے کہ اپوزیشن ارکان اجلاس میں آئیں۔ ان اقتدار کے مستوں کا یہ سارا پروپیگنڈہ ریاکارانہ اور منافقانہ ہے۔

باقی آخری صفحہ پر

ہفت روزہ

ترجمان اسلام

لاہور

جلد نمبر ۱۸ شمارہ نمبر ۲۰

جمعۃ المبارک ۲۳ مئی ۱۹۷۵ء ۱۱ جمادی الاول

سرپرست

مولانا عبید اللہ انور

رئیس الادارہ

اکرام القادری

مجلس ادارت

مولانا سعید احمد رائے پوری

سید مطلوب علی زیدی

عمیر الہاشمی

★ ★

بدل اشتراک

سالانہ ——— ۳۸ روپے

ششماہی ——— ۱۹ روپے

سہ ماہی ——— ۹/۵۰ روپے

فی پرچہ:

۷۵ پیسے

پریمیئر میں چھپا اور مولانا عبید اللہ انور نے شیرانوالہ سے شائع کیا

شعبہ نشریات اور انصار الاسلام

چند اہم فیصلے

زاہد الراشدی

۱۵ مئی کو مرکزی دفتر جمعیۃ علماء اسلام لاہور میں مرکزی نائب امیر حضرت مولانا محمد شریف صاحب وٹو، سالارِ اعظم انصار الاسلام حاجی کرامت اللہ صاحب، سالارِ اعلیٰ انصار الاسلام پنجاب خواجہ عبدالرؤف صاحب، ناظم نشر و اشاعت زاہد الراشدی، ناظم جمعیۃ علماء اسلام ملتان شیخ محمد یعقوب اور سالار انصار الاسلام ضلع گوجرانوالہ مولانا گل محمد توحیدی نے ایک غیر رسمی مشاورت میں اہم تنظیمی امور پر غور و خوض کے بعد تنظیمی تعطل کو دور کرنے کے لیے چند تجاویز مرتب کیں اور اس کے بعد حضرت الامیر حضرت مولانا درخواستی دامت برکاتہم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر ان تجاویز پر تبادلہ خیالات کیا۔ حضرت الامیر مدظلہٗ نے یہ تجاویز منظور فرما کر ان پر فوری عملدرآمد کی ہدایات جاری کر دی ہیں۔ ان تجاویز کی روشنی میں مندرجہ ذیل قدم اٹھائے جائیں گے۔

شعبہ نشر و اشاعت

حضرت مولانا محمد عبد اللہ درخواستی دامت برکاتہم امیر کل جمعیۃ علماء اسلام نے جماعتی ضروریات کے مطابق لٹریچر کی ترتیب و تدوین کے لیے مرکزی شعبہ نشر و اشاعت کے سلسلہ میں مندرجہ ذیل حضرات پر مشتمل کمیٹی قائم کر دی ہے جو باہمی مشاورت سے تقسیم کار کے ذریعہ ضروریات کے مطابق لٹریچر ترتیب دے گی۔

۱۔ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہٗ، ملتان

۲۔ حضرۃ مولانا محمد سرفراز خانصاحب مدظلہٗ، گوجرانوالہ

۳۔ حضرۃ مولانا سمیع الحق صاحب، اکوڑہ خٹک

۴۔ حضرۃ مولانا قاری نور الحق صاحب قریشی، ملتان

۵۔ مولانا محمد سعید الرحمٰن علوی لائل پور

۶۔ جناب اکرام القادری صاحب لاہور

۷۔ زاہد الراشدی گوجرانوالہ

اس کمیٹی کا پہلا اجلاس آئندہ ماہ گوجرانوالہ میں ہوگا۔ اور لٹریچر کی اشاعت مرکزی شعبہ نشر و اشاعت کرے گا۔

قومی پریس کے ساتھ بھرپور رابطہ کے لیے ان تمام مقامات پر جہاں روزنامہ اخبارات شائع ہوتے ہیں ذیلی شعبے قائم کئے جائیں گے اور مرکزی شعبہ نشر و اشاعت ان ذیلی شعبوں کی وساطت سے پورے ملک کے پریس سے ساتھ رابطہ قائم رکھے گا۔ مندرجہ ذیل مقامات پر یہ ذیلی شعبے قائم کئے جائیں گے۔ اور ان شعبوں کے اخراجات مقامی جمعیتیں برداشت کریں گی۔

کوئٹہ، کراچی، حیدر آباد، سکھر، بہاولپور، ملتان، لاہور، لائلپور، راولپنڈی، پشاور۔

مرکزی ناظم نشر و اشاعت ان شعبوں کی تشکیل کے لیے ضرورت کے مطابق ان مقامات کا دورہ کرے گا۔

انصار الاسلام

انصار الاسلام کو از سرِ نو متحرک کرنے کا فیصلہ کیا گیا اور یہ طے ہوا کہ سالارِ اعظم تمام صوبوں کے سالاروں کو طلب کر کے رضاکاروں کے اس شعبے کو منظم کرنے کیلئے عملی قدم اٹھائینگے اس سلسلہ میں مرکزی و صوبائی سالاروں کا پہلا اجلاس ۱۲ جون بروز جمعرات صبح ۸ بجے دفتر جمعیۃ علماء اسلام بیرون لوہاری گیٹ ملتان میں ہوگا۔ اور اس کے بعد سالارِ اعظم حاجی کرامت اللہ تمام صوبوں کا دورہ کریں گے۔ پنجاب میں انصار الاسلام کی تنظیم نو کے لیے سالارِ اعلیٰ پنجاب جناب خواجہ عبدالرؤف صاحب مندرجہ ذیل پروگرام کے مطابق دورہ کریں گے اور ہر ضلع میں تمام شاخوں کے سالاروں سے ملاقات کر کے انہیں تنظیم نو کے سلسلہ میں ضروری ہدایات جاری کریں گے۔

۱۰ جون ڈیرہ غازیخان، ۱۱ جون مظفر گڑھ، ۱۲ جون ملتان، ۱۳ جون ساہیوال، ۲۱ جون لاہور، ۲۲ جون گوجرانوالہ، ۲۳ جون سیالکوٹ، ۲۴ جون شیخوپورہ، ۴ جولائی رحیم یار خاں، ۵ جولائی بہاولپور، ۶ جولائی بہاولنگر

سرگودہا ڈویژن اور راولپنڈی ڈویژن کے پروگرام کا اعلان بعد میں کیا جائے گا۔ سالارِ اعلیٰ پنجاب نے تمام اضلاع کے سالاروں کو ہدایت کی ہے کہ وہ ان کے دورہ کے موقع پر ضلع کی تمام شاخوں کے سالاروں کو ایک جگہ جمع کریں تاکہ ان کو ہدایات دی جا سکیں۔ نیز یہ بھی طے ہوا کہ جس ڈویژن میں سالارِ اعلیٰ جائیں گے اس ڈویژن کے تمام اضلاع کے سالار پورے دورہ میں ان کے ہمراہ رہیں گے۔

دفتری امور

تمام صوبائی و ضلعی دفاتر کو ہدایات جاری کی گئیں ہیں کہ وہ دفاتر کے نظام کو دستور کے مطابق جلد از جلد مکمل کر لیں۔ ریکارڈ اور ضروری رجسٹروں کی تکمیل کے ساتھ آمد و خرچ کے حساب بھی دستور کے مطابق مکمل کریں۔ مرکزی مجلس شوریٰ کے مقرر کردہ محاسب کسی بھی وقت چیکنگ کے لیے ان کے پاس پہنچ سکتے ہیں۔ نیز تمام ضلعی دفاتر دستور کے مطابق کارکردگی اور آمد و خرچ کی سہ ماہی رپورٹ صوبائی دفاتر کو اور صوبائی دفاتر مرکزی دفتر کو ارسال کریں اور اس سلسلہ میں کسی سستی اور کوتاہی کو روا نہ رکھیں

مفتی رشید احمد ارشد

بانی دار العلوم دیوبند

مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ

حجۃ الاسلام قاسم العلوم والخیرات مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ بانی دار العلوم دیوبند کی زندگی کا سوانحی ورق پیش کیا جا رہا ہے جو یقیناً آج کے علماء، صلحاء، طلباء اور مسلمانوں کے لیے روشنی کا مینار رہے۔

گاہے گاہے باز خواں ایں قصہ پارینہ را

سنِ ولادت و جائے پیدائش

حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ بن شیخ اسد علی، بن شیخ غلام شاہ الخ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نسل و اولاد سے تھے۔ ۱۲۴۸ھ، ۱۸۳۲ء کو قصبہ نانوتہ میں پیدا ہوئے۔ تاریخی نام خورشید حسین تھا۔ یہ قصبہ دیوبند سے بارہ کوس مغرب سہارنپور سے پندرہ کوس جنوب میں واقع ہے۔

حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے والد ایک معمولی زمیندار اور بزرگوں کی صحبت سے متاثر اور دینی لگاؤ رکھتے تھے۔ حضرت نانوتوی نے اکثر کتابیں مولانا مملوک علی صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی تھیں جو اپنے وقت کے متبحر عالم اور مختلف علوم و فنون میں مہارت رکھتے تھے۔ آخر میں قطب الارشاد مولانا رشید احمد گنگوہی کے ساتھ مل کر آپ نے راس الاتقیا و محدث کامل شاہ عبد الغنی صاحب المتوفی ۱۲۹۵ھ سے دورۂ حدیث پڑھا اسی زمانے میں دونوں شیخین نے حاجی امداد اللہ مہاجر مکی سے بیعت کر کے سلوک کی راہ اختیار کی۔ ظاہری علوم کے علاوہ باطنی علوم اور تصوف و ورع میں بھی وہ مقام حاصل کیا جو ان ہی کے لیے واہب حقیقی و ازلی نے نوشتہ مقدر بنا دیا تھا۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

ایشیا کی عظیم یونیورسٹی دار العلوم دیوبند کی بنیاد

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں علماء کرام و وارثان پیغمبر کی تیرہ ہزار کی تعداد کے تختہ دار پر انگریز کے لٹکانے اور مظلوم ہندوستانیوں کو درختوں پہ لٹکا لٹکا کے شہید کرنے کے نتیجہ میں جو حالات سامنے آئے تھے ان میں انگریز برابر یہ دعوے کر رہا تھا کہ گورنمنٹ برطانیہ اگر آسمان بھی گر پڑے تو سنگینوں سے تھام لے گی اور اگر سورج ایک جگہ غروب بھی ہو تو دوسری جگہ طلوع رہتا ہے۔

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کی زیر قیادت تھانہ بھون سے مسلمانوں کا چھوٹا سا لشکر شاملی کے مقام پر انگریز کی فوج کے مرکز کی طرف روانہ ہوا۔ رن پڑا اور زبردست مقابلہ ہوا جس میں حافظ ضامن شہید رحمۃ اللہ علیہ جیسے مرد مجاہد، ولی کامل خون میں نہا گئے اس معرکۂ حق و باطل نے تاریخ میں ایسے نقوش ثبت کئے جو کبھی فراموش نہیں کئے جا سکتے۔

انگریز کا جور و ستم جاری تھا۔ فرنگی حکمرانوں کا پنجہ جور و استبداد مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ سے برابر طالع آزمائی کر رہا تھا۔ بت کدہ افرنگ کے پالتو غنڈے استقامت و توکل علی اللہ کے جبل طور کو دھن دھونس دھاندلی اور گھن گرج سے ڈرا دھمکا رہے تھے۔ علوم قرآنیہ کو ختم کرنے کی قسم کھا چکے تھے کہ ۱۵ محرم ۱۲۸۳ھ، مطابق ۱۸۶۷ء بروز جمعرات تاریخ کا وہ مبارک دن آ پہنچا جس میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی امانت کا چشمۂ دین ہندوستان کی نہایت مختصر آبادی کے گاؤں مگر مادرِ علم سرزمین دیوبند سے پھوٹا اور آگے چل کر جلد ہی رشد و ہدایت کا ایسا شجرۂ طوبیٰ بن کر پھیلا جس کے لذیذ و شیریں اور فرحت آفریں پھل سے دنیائے اسلام کی علمی بھوک ختم ہوئی جس کی سرسبز و شاداب اور ہری بھری لہلہاتی شاخوں کے سائے تلے ضلالت و گمراہی کے جھلس دینے والے جھونکوں سے روحِ انسانیت کو چین و سکون اور راحت و اطمینان ملا۔ اس مادر علم کے صاف و شفاف چشمہ سے اتنی

ندیاں اور نہریں پھوٹ پھوٹ کر دنیا کی طرف نکلیں کہ ایک ایشیا ہی نہیں، دنیا بھر کے مردہ دلوں کو زندہ اور قلوب کی اجڑی ہوئی ویران دنیا کو مسکراتا اور لہلہاتا ہوا گلستان بنا دیا۔

ابتدائے دیوبند

انار کے درخت کے سائے تلے مسجد چھتہ میں باخدا بزرگوں نے اکٹھ کر کے وقت کے استاذ شیخ العصر حضرت علامہ محمود کو استاذ بنا کر محمود جیسے مجاہد طالب علم کو شاگرد بنا کے دارالعلوم کی تاسیس و بنیاد رکھ دی۔ اس مبارک درس گاہ کی خبر جب سرزمین مکہ میں حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کو ملی اور ان سے دعا کی درخواست کی گئی تو انہوں نے فرمایا: سبحان اللہ!

"آپ فرماتے ہیں ہم نے مدرسہ قائم کیا ہے۔ یہ خبر نہیں کہ کتنی پیشانیاں اوقات سحر میں سر بسجود گڑگڑاتی رہیں کہ خداوندا ہندوستان میں بقائے اسلام اور تحفظ علم کا کوئی ذریعہ پیدا کر یہ مدرسہ ان ہی سحر گاہی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔"

(سوانح قاسمی صـ۲۲۳ ج ۲)

کھول کر آنکھیں میرے آئینۂ گفتار میں
آنے والے دور کی دھندلی سی اک تصویر دیکھ

خانوادہ صدیقی رضی اللہ عنہ کا
عشق مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم

حجۃ الاسلام، خانوادۂ صدیقی مولانا محمد قاسم نانوتوی حج کو تشریف لے گئے تو دیار حبیب صلی اللہ علیہ وسلم میں جوتا پہن کر چلنا گوارہ نہ کیا۔ رفیق سفر حکیم منصور علی خان مرحوم روداد سفر نقل کرتے ہوئے آپ کا ذکر کرتے ہیں کہ:

"جب منزل بہ منزل مدینہ شریف کے قریب ہمارا قافلہ پہونچا جہاں سے روضۂ پاک صاحب لولاک نظر آیا تھا فوراً مولانا محمد قاسم نے اپنی نعلین (جوتے) اتار کر بغل میں دبا لیے اور پا برہنہ چلنا شروع کیا۔ مولانا مرحوم مدینہ منورہ تک کئی میل آخر شب میں اسی طرح چل کر پابرہنہ پہونچ گئے۔"

(سوانح قاسمی صـ۶۰، ۶۱ ج ۳)

ادب رسول کا عالی مقام

حضرت مدنی اسی مبارک سفر کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ:

"جناب مولانا نوتوی چند منزل برابر اونٹ پر سوار نہ ہوئے۔ حالانکہ اونٹ ان کی سواری کا موجود تھا اور خالی رہا اور پاؤں میں زخم پڑ گئے تھے کانٹے لگتے تھے، پتھروں نے ٹھکرا ٹھکرا کر پاؤں کا حال دگرگوں کر دیا تھا۔"

(الشہاب الثاقب صـ۵)

قبہ نبوی کا رنگ جوتوں میں نہیں!

جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قبہ مبارک کا رنگ سبز ہے۔ اس لیے حضرت نانوتوی نے اپنی ساری عمر میں سبز رنگ کا جوتا نہیں پہنا، حالانکہ اس ماحول میں کیمخت کا جوتا بہت پسند کیا جاتا تھا۔ اور حلقہ عقیدت میں منسلک لوگ شوق و محبت سے ایسا جوتا بنوا کر اکثر آپ کو پیش بھی کر دیا کرتے تھے، لیکن اس عاشق صادق کی ادائے عاشقانہ کے قربان جائیے پھر بھی نہ پہنتے۔ بزبان حال یوں گویا ہوئے:

میرے آقا کا قبہ سبز رنگ کا ہے، لہٰذا میرا جوتا سبز نہیں ہو سکتا۔ قاسم نانوتوی صدیقی اپنے آقا کے قبہ کے رنگ کو پاؤں پہ نہیں لا سکتا۔"

(الشہاب الثاقب للحسین احمد مدنی)

جو نبی کے عشق کا خار ہے وہ گلوں کا تاج وقار ہے
کبھی جس میں دور خزاں نہیں وہ یہی ایک ایسی بہار ہے

جہاد شاملی میں ظہور کرامت
اطاعت رسول

آپ نے اپنے شیخ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کی زیر قیادت ۱۸۵۷ء میں انگریزوں سے جہاد کیا تھا اور شاملی کی مشہور جنگ آزادی میں آپ کی یہ کرامت ظاہر ہوئی تھی کہ آپ کو کنپٹی پر گولی لگی اور سر کو پار کر گئی۔ کپڑوں کو خون نے لت پت کر دیا۔ حضرت گنگوہی نے بڑھ کر ہاتھ رکھا پھر دیکھا کہ زخم کا تو کہیں نشان تک نہ تھا۔ آپ کے وارنٹ گرفتاری جاری ہوئے۔ خدام و متوسلین اور تلامذہ کے شدید اصرار پر روپوش ہو گئے مگر تین دن کے بعد کھلے بندوں آزادانہ طور پر چلنے پھرنے لگے۔ لوگوں نے بمنت روپوشی کا عرض کیا تو صدیقی خون قاسمی رگوں میں فوراً بڑھایا اور عشق مصطفےٰ کے گلستان وچمن کی خوشبو بن کر صدیقی جذبۂ اطاعت و فرمانبرداری امتثال حکم کی صورت اختیار کر کے قاسمی لفظوں میں یوں مہکا:

کہ "تین دن سے زیادہ روپوش ہونا سنت سے ثابت نہیں"

"جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ

مرسلہ: ڈاکٹر احمد حسین کمال

جنگ

صرف سامراج کی ضرورت ہے

دوسری عالمگیر جنگ میں فسطائیت کی بے پناہ قوتوں پر فتح کو آج تیس سال ہو رہے ہیں۔ اس طویل عرصہ میں اس جنگ کے اسباب اور نتائج پر کافی لکھا جا چکا ہے اور اس کے کم و بیش تمام پہلو منظر عام پر آچکے ہیں۔ ساتھ ہی اس جنگ سے متعلق مختلف خفیہ دستاویزات اور معاہدات بھی شائع ہو چکے ہیں جن کی مدد سے اس جنگ کے پس منظر کو سمجھنے میں اور آسانیاں پیدا ہو گئی ہیں۔

جہاں تک اس جنگ کے اسباب کا تعلق ہے یہ بات اب سب پر عیاں ہو چکی ہے کہ اس جنگ کا آغاز سامراجی ملکوں کے دو گروہوں کے درمیان، جن میں ایک طرف جرمنی، اٹلی اور جاپان تھے اور دوسری طرف برطانیہ، فرانس اور امریکہ تھے۔ دنیا کی تقسیم اور نئی نوآبادیوں کے حصول کے لیے باہمی چپقلش کے نتیجہ میں ہوا تھا۔ کیونکہ ان سامراجی ملکوں کو اپنے مالیاتی سرمائے اور مصنوعات کے نکاس اور خام مال کے حصول کے لیے نئی منڈیاں اور حلقہ ہائے اثر کی ضرورت تھی اور یہ سامراجی ضروریات بالآخر دوسری عالمی جنگ کا سبب بنیں۔

بدقسمتی سے آج سامراج اور بہت سے عناصر جو اپنے آپ کو انقلابی اور سچے اصلی، اور سب سے بڑے کمیونسٹ کہلاتے ہیں، جمہوری اور قومی آزادی کی تحریکوں پر بھی "حلقۂ اثر" کے نظریے کا اطلاق کرتے ہیں اور سامراج کی طرف سے دنیا کے مختلف حصوں میں جمہوری قومی آزادی کی تحریکوں کو کچلنے کی سامراجی کوششوں اور غیر سامراجی برادری کی جانب سے جمہوری قومی آزادی کی ان تحریکوں کے ساتھ یکجہتی اور اس کی حمایت اور مدد کو دو سپر پاورز کے درمیان حلقۂ اثر کے لیے کشمکش سے تعبیر کرتے ہیں۔ دراصل یہ عناصر اس حقیقت کو بھول جاتے ہیں کہ جنگ صرف سامراج کی ضرورت ہوتی ہے۔

آج اگر ہم پہلی عالمی جنگ کی طرح دوسری عالمی جنگ کے دوران سامراجی ملکوں کی سفارتی سرگرمیوں اور ان خفیہ دستاویزات کا مطالعہ کریں جو اب شائع ہو چکی ہیں تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ پہلی عالمی جنگ کی طرح دوسری عالمی جنگ بھی سامراجی ملکوں کے دو گروہوں کے درمیان جن میں ایک طرف جاپان، جرمنی اور اٹلی تھے، اور دوسری طرف امریکہ، برطانیہ اور فرانس تھے۔ منڈیوں اور نوآبادیوں کی از سر نو تقسیم کے ذریعے اپنے معاشی بحرانوں کو حل کرنے کی کوشش کے نتیجے میں پیدا ہونے والی چپقلش کا نتیجہ تھی۔

اور یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں، جرمنی، جاپانی اطالوی سامراجی کھلم کھلا ایشیا، افریقہ میں اینگلو امریکی اور فرانسیسی نوآبادیوں پر قبضہ کرنے کی باتیں کر رہے تھے جن کے نتیجے میں یہ تباہ کن اور خون ریز عالمی جنگ چھڑ گئی۔

آج کے حالات میں گویا کہ تیسری عالمگیر جنگ کے امکانات دن بدن کم ہو رہے ہیں، لیکن سامراج اپنی نوآبادیوں اور حلقہ اثر پر تسلط برقرار رکھنے کے لیے انتہائی اقدامات سے بھی گریز نہیں کر رہا ہے۔ چنانچہ دنیا کے مختلف ملکوں میں سامراج کے نوآبادیاتی اور جدید نوآبادیاتی نظام کے خلاف محکوم اقوام کی قومی جمہوری آزادی کی تحریکوں کو کچلنے کے لیے سامراج، فوج اور ہتھیار استعمال کر رہا ہے اور ان ملکوں کے حریت پسندوں پر انسانیت سوز مظالم کر رہا ہے۔

آج جب کہ دنیا فسطائیت پر فتح کی تیسویں سالگرہ منا رہی ہے، ایسے عناصر موجود ہیں جو پہلی دو عالمی جنگوں کی تباہ کاریوں اور ان جنگوں کے نتیجے میں پیدا ہونے والے ناقابل بیان انسانی مصائب و آلام کو نظر انداز کرتے ہوئے تیسری عالمی جنگ کو سوشلزم اور انقلاب کی لابدی ضرورت قرار دیتے ہیں اور اس سلسلے میں دوسری عالمی جنگ کے بعد یورپ اور

مولانا منیر احمد کھوڑ پکا۔

قسط نمبر ۳

کنٹرول ریٹ کی شرعی حیثیت

اسلام کا قانونِ تسعیر (نرخ مقرر کرنا)

اسلام کا معاشی نظام بجائے خود ایک ایسا کامیاب وعمدہ نظام ہے کہ اس کے نفاذ کے بعد کنٹرول ریٹ کی ضرورت ہی نہیں پڑتی۔ یہی وجہ ہے کہ آج تک تاریخ میں اس کی مثال نہیں مل سکتی کہ کسی اسلامی مملکت میں اسلام کے معاشی نظام کو اپنانے کے باوجود اس قانون کی ضرورت محسوس کی گئی ہو، تاہم اگر ملکی حالات اس قسم کے ہوں کہ تاجر لوگ ذخیرہ اندوزی کر کے عوام پر مہنگائی مسلط کر کے قیمتوں کے معاملے میں ناقابل برداشت حد تک تعدی وزیادتی کے مرتکب ہوں اور یہ تعدی ایسی چیز میں واقع ہو جو ضروریات زندگی سے تعلق رکھتی ہو جس کی طرف ملک کا ہر باشندہ محتاج وضرورت مند ہو اور سلطانِ وقت اپنے ممکنہ ذرائع واسباب کو بروئے کار لانے کے باوجود تاجروں کو اس تعدی وظلم سے باز نہ رکھ سکے تو معاملہ فہم تجربہ کار لوگوں کی کمیٹی بلا کر مشورہ کرے اور اگر مشورہ میں یہی طے پا جائے کہ واقعی ان حالات میں سوائے قانون تسعیر کے کوئی چارہ کار نہیں ہے تو اس کے بعد سلطانِ وقت کو اسلامی آئین کی رو سے یہ اختیار حاصل ہو گا کہ وہ ان حالات پر قابو پانے کے لیے اور اس ہونے والی تعدی کو روکنے کے لیے قانونِ تسعیر کے ذریعہ جس جنس کی فروخت میں زیادتی ہو رہی ہو اس کی ایسی قیمت متعین کرے کہ جس پر غریب سے غریب آدمی بھی اس جنس کو باآسانی حاصل کر سکے۔ چنانچہ بحر الرائق میں ہے:۔

فلا ینبغی للامام ان یتعرض لحقہ الا اذا کان ارباب الطعام یتحکمون علی المسلمین ویتعدون فی القیمۃ تعدیا فاحشاً وعجز القاضی عن منعہ الا بالتسعیر بمشاورت اھل الرای۔

(بحر الرائق ص ۲۳ ج ۸)

ترجمہ: حاکم کو یہ اختیار نہیں کہ (کنٹرول ریٹ کے ذریعہ) مالک کے حق (تعرف) کو متاثر کرے ہاں جب اربابِ تجارت ذخیرہ اندوزی کر کے قیمت میں ناقابل برداشت حد تک زیادتی کریں اور سلطان، قانون تسعیر کے اس تعدی سے روکنے سے عاجز ہو جائے تو بمشورہ اہل رای یہ قانون نافذ کر سکتا ہے۔

اسلام میں قانون تسعیر کا دائرہ تنگ نہیں!!

جہاں ان فقہی عبارات وروایات سے سلطانِ وقت کو قانون تسعیر کا اختیار دیا جا رہا ہے۔ اگر ان میں غور کریں گے تو پتہ چلے گا کہ انہی عبارات میں سلطان وقت کو اس قانون کے اختیار دینے کے ساتھ ساتھ اس قانون اور حاکم کے دائرہ اختیار کو شرائط کی جکڑ بندیوں سے تنگ بھی کیا جا رہا ہے

(۱) تاجروں کی طرف سے قیمتوں میں تعدی پائی جائے پس اگر گرانی تو ہو، مگر وہ تاجروں کی پیدا کردہ نہ ہو، قیمتیں بڑھی ہوئی ہوں مگر از خود بڑھائی نہ گئی ہوں، بلکہ قدرتی طور پر قلت، پیداوار کی وجہ سے ایک آفت سماوی کے طور پر یہ صورت حال پیدا ہو جائے تو جیسے قیمتوں کے اعتدال کے زمانے میں سلطانِ وقت اس قانون کو نافذ کرنے کا مجاز نہیں، ایسے ہی قدرتی مہنگائی کے وقت بھی یہ قانون نافذ نہیں کر سکتا۔

یتحکمون علی المسلمین ویتعدون فی القیمۃ۔

مسلمانوں پر ذخیرہ اندوزی کرتے ہوں اور قیمت میں زیادتی کرتے ہوں سے

بھی یہی پتہ چلتا ہے اور حدیث شریف کے یہ الفاظ:

ان اللہ ھو المسعر القابض والباسط۔

اللہ ہی نرخ مقرر کرنے والا ہے وہی تنگی و فراخی پیدا کرنے والا ہے۔ اور ادعوا اللہ یعنی اللہ سے دعا کرو (فراخی کر دے) اسی طرح: بل اللہ یخفض و یرفع۔

اللہ تعالیٰ قیمتیں گراتے چڑھاتے ہیں۔

یہی بتاتے ہیں کہ آپ کا اس قانون کو نافذ نہ کرنا باوجودیکہ مہنگائی اپنی انتہاء کو پہونچ چکی تھی۔ حتیٰ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جیسے مجسمہ صبر و استقلال کی محفل و مجلس کے ہمنشینوں کا بھی پیمانہ صبر لبریز ہو کر چھلک پڑا مگر یہ قلت پیداوار کی وجہ سے قدرتی مہنگائی، مصنوعی نہ تھی۔ اس لیے آپ نے اس قانون کے نافذ کرنے سے ایک معقول و حقیقت نما عذر کر دیا۔

۲۔ تعدی ناقابل برداشت ہو جس کی بعض فقہاء نے یہ حد مقرر کی ہے کہ دوگنی قیمت وصول کرتے ہوں۔ بحر الرائق میں ہے:

والغبن الفاحش ھو ان یبیعہ بضعف قیمتہ۔ (ص۲۳۰ ج ۸)

ترجمہ: ناقابل برداشت زیادتی یہ ہے کہ دگنی قیمت ہو۔

اور بعض نے جمہور عامۃ المسلمین پر دارومدار رکھ کر یہ معیار مقرر کیا ہے کہ:

مالا یتغابن الناس

ترجمہ: جس کو لوگ برداشت نہ کر سکتے ہوں۔

اور اگر قابلِ برداشت حد تک اضافہ ہو تو قانونِ تسعیر کا نفاذ جائز نہ ہوگا۔

۳۔ حاکمِ وقت اس تعدی و زیادتی کو روکنے کے لیے اپنی پوری قوت و ممکنہ ذرائع استعمال کرنے کے باوجود عاجز ہو جائے اور اس پر قابو نہ پا سکے۔ لہذا جب تک ذرائع سے اس تعدی کو روکنے کا امکان موجود ہو تو اس وقت تک قیمتوں پر کنٹرول نہیں کر سکتا۔ شریعت کی یہ شرط ایسی ہے کہ اس کے بعد تو شاید ہی مہنگائی کے خاتمہ کے لیے اس قانون کی ضرورت پیش آئے، کیونکہ جو اس کے پاس قوت ہے اور جو اس کو ذرائع حاصل ہیں اگر پوری دیانتداری کے ساتھ اس قوت کو استعمال کرے تو تعدی ختم نہ ہونے اور اس کے عجز کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

۴۔ آمر بن کر خود ایسا نہیں کر سکتا بلکہ معاملہ فہم تجربہ کار لوگوں کی ایک کمیٹی بلا کر اس میں اس مسئلہ پر غور کیا جائے۔ ممکن ہے چند ذہن مل کر قانونِ تسعیر کے علاوہ کوئی ایسی تدبیر اختیار کریں جس سے اس ظلم کا سدباب ہو جائے اور اگر پوری کمیٹی اس پر اتفاق کرے کہ سوائے قانون تسعیر کے اور کوئی تدبیر کارگر نہیں ہو سکتی تو ایسی صورت میں اس قانون کے نافذ کرنے کی اجازت ہوگی۔

۵۔ مگر اس اجازت کے باوجود قیمت کا تعین حاکم از خود نہیں کر سکتا، بلکہ اس کمیٹی میں نچلے درجے کے غریب لوگوں کی قوتِ خرید کا لحاظ کر کے اس کو معیار بنا کر مناسب قیمت مقرر کرے۔

۶۔ پھر یہ قانون ہنگامی حالات سے نمٹنے کے لیے عارضی طور پر نافذ ہوگا۔ یہ نہیں کہ اس پر مطمئن ہو کر بیٹھ جائے بلکہ کوشش کر کے اس تعدی کو ختم کرے اور تعدی کے ختم ہونے کے ساتھ ہی اس قانون کو بھی اٹھانا ضروری ہوگا۔

اسلام نے قانونِ تسعیر کے نفاذ کی حوصلہ شکنی کی ہے۔

اگرچہ شریعت نے ان حالات کی سنگینی کی طرف دیکھتے ہوئے جن میں مندرجہ بالا شرائط پائے جائیں حاکم کو قانون تسعیر پر عمل کرنے کی اجازت دی ہے، لیکن اس اجازت کے باوجود اس کی حوصلہ افزائی نہیں کی، بلکہ ایک حد تک حوصلہ شکنی کی ہے۔ تاکہ ایسا نہ ہو کہ حاکم قانونِ تسعیر کا سہارا لے کر آرام طلب بن کر غفلت و کاہلی کا شکار ہو جائے اور حالات پر نظر رکھنے کے بجائے قصرِ شاہی میں رنگ رلیاں مناتا رہے اور جب حالات سنگین ہو جائیں تو پھر دیگر ذرائع کے استعمال میں کلفت و زحمت محسوس کرتا ہوا ان سے منہ موڑ کر قانونِ تسعیر کا دامن پکڑ کر قیمتوں کے مقرر کرنے کا اعلان کر دے۔ حکومت الٰہیہ کے اسلامی آئین کے حصہ معاشیات میں یہ دفعات صراحت کے ساتھ موجود ہیں۔

(۱) ولو باع شیئا بثمن زائد علی ما قدرہ الامام فلیس علی الامام ان ینقضہ

(البحر الرائق ص۲۳۰ ج ۸، ہدایہ ص۴۷۲ ج ۴)

ترجمہ: اگر کسی آدمی نے حاکم کی مقرر کردہ قیمت سے زائد قیمت پر کوئی چیز بیچ دی تو حاکم کو یہ حق نہیں کہ وہ اس مالک کے کیے ہوئے سودے کو توڑ دے۔

باقی آئندہ۔

تحریر: احمد سعید بھکر

کمبوڈیا کے عوام جیت گئے!

کمبوڈیا کے عوام آزادی کی جنگ جیت گئے ——— ان کی جیت یقینی ہی تھی، اس لیے کہ آزادی حاصل کرنے یا آزادی کا تحفظ کرنے کے لیے جو راستہ کمبوڈیا کے عوام نے اختیار کیا ہے، اسی راستے پر ثابت قدمی کے ساتھ گامزن رہ کر ہر قوم نے آزادی حاصل کی ہے اور آیندہ بھی یہی راستہ ان قوموں کے لیے آزادی کے حصول کا ذریعہ بنے گا جو جنگ آزادی میں مصروف ہیں۔ گویہ ایک دشوار گذار اور خار زار راستہ ہے لیکن اسے اختیار کر کے منزل تک رسائی یقینی ہے۔

پانچ سال قبل جب سامراج کے عالمی سرغنہ امریکہ نے کمبوڈیا کے عوام پر جنگ مسلط کی اور وہاں اپنا قبضہ برقرار رکھنے کے لیے اربوں ڈالر بھی خرچ کئے تو کمبوڈیا کے عوام نے اپنی آزادی کے تحفظ کے لیے ہر قربانی دی، ان کی بستیاں اجڑ گئیں، لاکھوں افراد بے گھر ہوئے، سات لاکھ کے قریب ہلاک یا زخمی ہوئے۔ کمبوڈیا پر اڑھائی لاکھ بم گرائے گئے۔ اس وسیع پیمانہ پر تباہی اور بربادی کے باوجود ان کے حوصلے بلند رہے۔ وہ آزادی کا تحفظ کرنے کا عزم کر چکے تھے۔ امریکہ اپنی بے پناہ طاقت کے باوجود کمبوڈیا کے عوام کے جذبہ آزادی کو نہ کچل سکا۔ یہی جذبہ تو کسی بھی کمزور قوم کو بڑی سے بڑی قوت کے مقابلے میں کامیابی سے ہمکنار کرتا ہے اور اسی جذبے کے مقابلے میں کمبوڈیا پر مسلط کردہ غاصب فوجی ٹولے کو ہی نہیں امریکی سامراج کو بھی ذلت آمیز شکست کا سامنا کرنا پڑا۔

کمبوڈیا ۶۷ ہزار مربع میل پر پھیلا ہوا جنوب مشرقی ایشیا کا ایک ملک ہے اس کے شمال مغرب میں تھائی لینڈ، شمال میں لاؤس، مشرق میں ویت نام اور مغرب میں خلیج سیام ہے۔

پچاسی لاکھ آبادی میں سے تقریباً اسی فی صد آبادی چینی نسل سے تعلق رکھتی ہے جب کہ باقی ملائی اور ہندوستانی باشندوں کی مخلوط نسل سے تعلق رکھتی ہے۔ دوسری جنگ عظیم سے پہلے کمبوڈیا پر فرانسیسیوں کا قبضہ تھا جنہوں نے برائے نام بادشاہت برقرار رکھتے ہوئے تمام اختیارات اپنے پاس رکھے۔ فرانسیسی تسلط سے نجات حاصل کرنے کے لیے کمبوڈیا کے جیالے عوام نے خاصی جدو جہد کی، لیکن دوسری جنگ عظیم کے دوران جاپان نے کمبوڈیا پر قبضہ کر لیا۔ جاپان کی شکست کے بعد فرانس نے اتحادیوں کی مدد سے ایک بار پھر کمبوڈیا پر اپنا تسلط قائم کر لیا۔ ۱۹۵۴ء میں کمبوڈیا کو برائے نام آزادی دینے کا اعلان کیا گیا، لیکن سیاسی تحریکوں کے نتیجہ میں کمبوڈیا فرانس کے باقی ماندہ اثرات سے بھی آزاد ہو گیا اور شہزادہ سہانوک نے ملک میں ایک مستحکم حکومت قائم کر لی۔ انہوں نے ہند چینی کے مختلف ممالک میں جنگ کے باوجود کمبوڈیا کو غیر جانب دار رکھنا چاہا اور اسی چکر میں اپنے کئی ساتھیوں کو جو ہند چینی میں امریکی سامراج کی مسلط کردہ جنگوں میں کمبوڈیا کی غیر جانب داری کی پالیسی کے سخت خلاف تھے برطرف کر دیا اور بعد ازاں انہیں جلا وطن ہونا پڑا، لیکن ۱۹۶۳ء میں جب امریکی مداخلت حد سے بڑھ گئی تو شہزادہ سہانوک بھی اپنی پالیسی تبدیل کرنے پر مجبور ہو گئے اور انہوں نے امریکہ کی جارحیت کے خلاف احتجاج کے طور پر اپنے سفارتی تعلقات منقطع کر لیے۔ شہزادہ سہانوک نے یہ سمجھتے ہوئے کہ آج انہوں نے سامراج کے خلاف ویت کانگ حریت پسندوں کی مدد نہ کی تو کل وہ بھی اس جارحیت کا شکار ہو سکتے ہیں۔ انہوں نے حریت پسند ویت کانگ کی حمایت کی اور جب حریت پسندوں نے اپنی انقلابی حکومت قائم کی تو اسے فوراً تسلیم کر کے باقاعدہ سفارتی تعلقات بھی قائم کر لیے۔ شہزادہ سہانوک نے

ویت کانگ کی حمایت کو صرف الفاظ تک محدود نہ رکھا، بلکہ عملی مدد بھی کی۔ اور کمبوڈیا کے علاقوں میں حریت پسندوں کو خفیہ اڈے بنانے کی اجازت بھی دے دی۔ یہی نہیں، بلکہ جب عوامی جمہوریہ چین نے حریت پسندوں کو اسلحہ پہونچانا چاہا تو شہزادہ سہانوک نے کمبوڈیا کی بندرگاہ "سہانوک" کو اس مقصد کے لیے استعمال کرنے کی بھی اجازت دے دی۔

ان "گستاخیوں" کی سزا شہزادہ سہانوک کو یوں دی گئی کہ پانچ سال قبل مارچ ۱۹۷۰ء میں جب وہ روس کے دورہ پر گئے تو امریکہ نے اپنے سامراجی عزائم کی تکمیل کے لیے ویت نام کی جنگ میں کمبوڈیا کو بھی شامل کرتے ہوئے کمبوڈیا کی مسلح افواج کے سربراہ "لون نول" کی مدد سے شہزادہ سہانوک کی آئینی و مقبول حکومت کا تختہ الٹ دیا۔ جنرل لون نول کے برسراقتدار آتے ہی امریکہ کے راستے کی سب سے بڑی رکاوٹ دور ہو گئی اور ساٹھ ہزار امریکی و جنوبی ویتنامی فوج کمبوڈیا میں داخل ہوگئی تاکہ کمبوڈیا سے شمالی ویت نام پر زد لگائی جاسکے اور حریت پسند ویت کانگ کے ٹھکانوں کو تباہ کیا جاسکے۔ امریکہ نے اس مقصد کے لیے کمبوڈیا کے غاصب فوجی ٹولے کو کروڑوں ڈالر کی فوجی و اقتصادی امداد بھی دی، لیکن امریکہ کو اس مقصد میں ناکامی ہوئی اور چھاپہ ماروں کی سرگرمیاں کم ہونے کی بجائے اور بڑھ گئیں۔

ادھر شہزادہ سہانوک چین میں پناہ گزین ہوئے جہاں انہوں نے جلاوطن حکومت قائم کرلی۔ دوسری جانب کمبوڈیا میں سہانوک کے انہی ساتھیوں نے جنہیں انہوں نے "غیر جانب داری" کے چکر میں برطرف کر دیا تھا۔ "قومی محاذ آزادی" قائم کر کے لون نول حکومت کے خلاف مسلح جدوجہد کا اعلان کیا۔ اور اب طویل جدوجہد کے بعد کمبوڈیا کے عوام کامیابی سے ہمکنار ہوئے ہیں اور کمبوڈیا کو محکومی سے آزادی ملی ہے، کمبوڈیا کے عوام سے دنیا بھر کے حریت پسندوں کے حوصلے بلند ہوگئے ہیں۔ انہوں نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ:

"ایک چھوٹا بڑے ملک کو
شکست دے سکتا ہے"

کمبوڈیا کے عوام نے اپنی تاریخ ساز جنگ سے ایک نئی انقلابی تاریخ مرتب کی ہے۔ جس سے آئندہ نسلیں روشنی اور رہنمائی حاصل کرتی رہیں گی۔ کمبوڈیا کی فتح نے حریت پسند ویت کانگ کو بھی ایک حوصلہ و عزم عطا کیا ہے۔ اور "عوامی محاذ آزادی" کی سپاہ جنوبی ویت نام میں سامراج اور اس کے گماشتوں کے خلاف مسلسل فتح اور کامرانیوں کی طرف بڑھ رہی ہیں اور اب جنوبی ویت نام کے عوام کی مکمل فتح اور آزادی کی منزل بھی دور نہیں رہی۔

بقیہ: مولانا قاسم نانوتویؒ

وسلم ہجرت کے وقت غارِ ثور میں تین دن ہی روپوش رہے"

(سوانح قاسمی ص ۱۷۳/۲)

پیر گولڑوی کا ارشاد

پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑویؒ کی خدمت میں ایک شخص آیا اور پوچھا کہ: "آپ مولوی قاسم صاحبؒ کے بارے میں کیا خیال رکھتے ہیں؟ حضرت پیر صاحب گولڑویؒ نے جواباً فرمایا: تم حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے متعلق پوچھتے ہو؟ سائل نے عرض کیا جی ہاں! انہی کے متعلق حضرت پیر صاحبؒ نے فرمایا:

"وہ حضرتِ حق کی صفتِ علم
کے مظہر اتم تھے"

(اسوۂ اکابر ص ۲۷)

بقیہ: مشرق و مغرب کی سیاست

کے گذشتہ سال کے اجلاس میں اس معاہدے کا ایک مسودہ پیش کیا تھا، اس مسودے پر جو مزید کام ہوا وہ اس ضمن میں حاصل ہونے والی کامیابی کا قدرتی تسلسل تھا جو جراثیمی ہتھیاروں کو ممنوع قرار دینے سے متعلق معاہدے کے علاوہ ایٹمی اور دیگر ہتھیاروں کی سمندر کی تہہ اور تہہ کے نیچے ذخیرہ اندوزی کو ممنوع قرار دینے سے متعلق معاہدوں کے نفاذ کی صورت میں ظاہر ہوا۔

جنگی ہتھیاروں کو محدود کرکے محدود پیمانے پر زیر زمین ایٹمی دھماکوں اور ایٹمی جنگ کی روک تھام سے متعلق ۷۴-۱۹۷۲ء میں ہونے والے سوویت، امریکی معاہدوں کو بین الاقوامی عوام ہتھیاروں کی دوڑ کو روکنے کے سلسلے میں کیے گئے اہم اقدامات تصور کرتے ہیں۔

اجلاس میں تخفیف سے متعلق ایک عالمی کانفرنس بلانے کے سلسلے میں جدوجہد تیز کرنے اپیل کی گئی۔ آج اکثر ممالک اس کانفرنس کے انعقاد کی حمایت کا اعلان کرچکے ہیں۔

اس کانفرنس میں جو مسائل اٹھائے گئے ان سے اس امر کی ایک بار پھر توثیق ہوتی ہے کہ سیاسی مفاہمت کے سلسلے میں حاصل ہونیوالی کامیابیوں کو استحکام بخشنے، اس کو غیر متغیر بنانے اور اس میں فوجی مفاہمت کا اضافہ کرنے کی ضرورت ہے۔

مرتب: مولانا منظور احمد مدرس مطلع العلوم، ڈگری

طریقت، شریعت اور سیاست

حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہ العالی کی ایک نایاب تقریر!

ھو الذی بعث فی الامیین رسولاً منھم یتلو علیھم اٰیاتہٖ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین ۰

حضرات! اس آیت میں تلاوتِ آیات کا ذکر فرما کر (جس کا تعلق قرآن کی لفظی حیثیت سے ہے) اس کی معنویت کے تین مقام ذکر فرمائے گئے ہیں۔ جس سے امت کی اصلاحی اسکیم کے تین بنیادی اصول پیدا ہوتے ہیں۔ اوّل "مسئلہ تعلیم" جس کے معنی تمام احکام کو پیش کر دینے اور سکھلا دینے کے ہیں کہ جس پر امت کے علم و فکر کی تکمیل اور ترقی موقوف ہے۔ دوسرا "مسئلہ تزکیہ" یا تہذیب اخلاق جس کے معنی دلوں کی کلیں درست کر دینے کے ہیں۔ کہ تمام باطنی کیفیات و مقامات کو سامنے لانا جن پر قلوب کی استقامت موقوف ہے۔ تیسرے مسئلہ "تلقینِ حکمت" جس کے معنی ایک تفسیر کے مطابق شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجموعی زندگی اسوۂ حسنہ امت کے سامنے لے آنے کے ہیں جس کے مجموعہ پر امت کی زندگی کی تنظیم موقوف ہے۔ پس قرآن کے اصلاحی پروگرام کے تین بنیادی اصول ہو گئے ۱۔ تعلیمِ احکام، ۲۔ تہذیبِ اخلاق، ۳۔ تنظیمِ اعمال

عرفِ عام میں اوّل یعنی تعلیم کا لقب "شریعت" ہے۔ دوسرے تہذیب اخلاق کا "طریقت"۔ تیسرے تنظیم اعمال کا نام "سیاست" ہے۔ یہ دین کے موالید ثلاثہ ہیں جن سے دینی کائنات مرکب ہے۔ اسلام میں ان تینوں کے بغیر چارہ کار نہیں اور نہ ایک کے بغیر دوسرے کی تکمیل ہو سکتی ہے۔

شریعت سے راہ معلوم ہوتی ہے اگر راستہ ہی سامنے نہ ہو تو قطع مسافت کیسے ممکن ہے؟ طریقت سے راہ پر چلنے کی اخلاقی قوت پیدا ہوتی ہے۔ اگر رہروی کی طاقت نہ ہو تو محض راہ کی استقامت سے کیا ہوتا ہے؟ اور سیاست سے راہ کے روڑے صاف ہوتے ہیں۔ اگر راستہ پُرخار اور سنگِ راہ سے لبریز ہو تو طاقت بھی کیا کام دے سکتی ہے۔ اگر پھر بھی کام لیا جائے تو ساری طاقت راستہ پر ہی صرف ہو کر رہ جائے گی۔ منزلِ مقصود تک رسائی ہی مشکل ہو جائے گی۔ پس شریعت راہ ہے طریقت قوتِ رہروی ہے اور سیاست تصفیۂ راہ ہے۔ قوت ہمیشہ مخفی چیز ہوتی ہے۔ راستہ ہمیشہ نمایاں ہوتا ہے۔ اور راستہ کی صفائی کا کام نمایاں ہی نہیں کافی شور و شغب بھی لیے ہوتا ہے اس لیے قدرتی چیز ہے کہ طریقت اور تصوف کی بنیاد یکسوئی اور انفرادیت پر ہو۔ چنانچہ وہ اپنے مبانی و اصول اور معانی و فروع کے لحاظ سے انسان کو طبعاً تخلی و خلوت اور یکسوئی کی طرف کشاں کشاں لے آتی ہے۔ صوفی بحیثیت ایک صوفی کے ساری دنیا سے الگ تھلگ اور یکسو ہو جاتا ہے۔ اسے صرف اپنی ذات اور صلاح و فلاح پیشِ نظر ہوتی ہے۔ وہ اگر دوسروں سے ملتا بھی ہے تو انھیں بھی اپنا ہم مذاق بنا کر مخلوق سے منقطع کر دیتا ہے۔ بہرحال خلوت پسندی سے اسے کوئی طاقت ہٹا نہیں سکتی جب تک اس پر طریقت کا غلبہ ہو۔ لیکن شریعت کی بنیاد تعلقات کی کثرت اور ادائے حقوق پر ہے۔ ہدایت و ارشاد کی خاطر مخلوق میں گھسنا ان کی اڑی کڑی جھیلنا اور لگی آگ میں جلتے ہوؤں کو نکالنا شریعت میں ضروری ہے۔ طریقت میں جس مخلوق سے کنارہ کشی اختیار کی جاتی ہے شریعت میں اسی مخلوق سے رابطہ جوڑا جاتا ہے۔ وہاں فرار عن الخلق ہے اور یہاں ذھاب الی الخلق پس ایک متشرع جس پر تشریع کا غلبہ ہو بحیثیت ایک شرعی فرد کے سارے انسانوں کی طرف دوڑ کر ان کی اصلاح کی فکر میں رہے گا۔ اسے درد ہوگا اپنے گھر کا اپنے قبیلے کا پھر شہر کی عام برادری کا اور پھر ساری دنیا کے انسانوں کا۔ پس اس جلوت پسندی سے اسے کوئی طاقت نہیں ہٹا سکتی جب تک اس پر شرعی رنگ کا غلبہ ہوگا۔

ادھر سیاست کے دائرہ میں تعلقات کی نوعیت اور بھی زیادہ شدید و مدید و ہمہ گیر ہو جاتی ہے۔ وہاں شریعت کی رو سے تو آدمی اپنے نفس سے نکل کر عباد تک آیا تھا اور یہاں سیاست میں عباد سے نکل بلاد تک اور بلاد ہی نہیں صحرا و جبال، زمینوں اور ان کی پیداوار، دریاؤں اور

ان کے بہاؤ، حیوانات اور ان کے منافع غرض کہ ساری کائنات کے اجزاء اور ان کی تنظیم تک ایک سیاسی کو بڑھنا پڑتا ہے وہاں ایصالِ حقوق الگ ہیں اور دفاعِ مظالم الگ، حدود و جہاد الگ ہیں اور جہاد و جانبازی الگ، احرازِ غنائم الگ ہیں اور اسارۂ محاربین الگ۔ غرض کہ ایک شوکت کو توڑنا اور ایک کا جھنڈا بلند کرنا، مفسدوں کو دبانا اور مصلحوں کو سربلند کرنا مبطلوں کا زور توڑنا اور حق والوں کو مدد دینا۔ خلاصہ یہ کہ مادی اور روحانی قوتوں سے طرح طرح کے انقلابات کر کے سلطنتوں کو الٹ پلٹ کرنا اور نئے نئے نظاموں کی بنیادیں ڈھا کر سارے عالم پر ایک شوکت قائم کرنا ایک سیاسی کا کام ہے۔

ظاہر ہے کہ اس میں یکسوئی اور خلوت کہاں یہاں تو عباد سے گزر کر بلاد، انسانوں سے گزر کر حیوانات، حیوانات سے گزر کر نباتات اور سب سے گزر کر ایک ایک چپۂ زمین کے لیے اسی نفس کی ساعتیں صرف کی جاتی ہیں جس کی ایک ایک طریقت میں محض یکسوئی اور شریعت میں ایک خاص دائرہ تعلقات میں محدود تھی۔ اس لیے طریقت "خلوت محض" ہے اور سیاست "جلوت محض" اور شریعت دونوں کے درمیان ایک "برزخ" ہے جو ان دونوں کو ملا کر "خلوت در انجمن" پیدا کر دیتی ہے۔ اس سے خود واضح ہوتا ہے کہ شریعت کا "خلوت در انجمن" میں آنا جب ہی ممکن ہے کہ اس کے دائیں بازو پر خلوت کا مخزن (طریقت) ہو اور بائیں بازو پر انجمن کا منبع (سیاست) ہو ورنہ "خلوت در انجمن" اور "دل بیار دست بکار" کا وجود ہی نہیں ہو سکتا۔

ظاہر ہے کہ اس حالت میں ان تین عنصروں کو ایک دوسرے سے جدا کر دیا جائے تو ان کے باہمی امتزاج کے مخلوط منافع منقطع ہو کر ایک ایک مخصوص مضرّت سر پڑ جائے گی۔ اگر طریقت محض رہ جائے جس میں شریعت اور سیاست نہ ہو تو وہ وحشت اور خیالت محض ہے۔ اور اگر شریعت محض ہو جس کے ساتھ طریقت اور سیاست نہ ہو تو وہ شدّت و جمود محض ہے۔ اگر سیاست کے ساتھ طریقت و شریعت نہ ہو تو وہ نخوت و تجبّر محض ہے اور ظاہر ہے کہ یہ تینوں صفات منفرداً کمال نہیں ہیں اس لیے ان سب میں کمال ہونے کی شان جامعیت ہی سے پیدا ہو سکتی ہے کہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کا بدرقہ اور مصلح ہے اور اس لیے "دین" نے ان سب کو جمع کر کے اپنا نام "دین" رکھا ہے جیسا کہ حدیثِ جبریل سے واضح ہے۔ پس طریقت کی وحشت کا مصلح شریعت اور سیاست ہے جن کی بنیاد تعلقات کی کثرت اور اجتماعیت پر ہے۔

شریعت کے جمود کا مصلح طریقت ہے جس سے قلب میں رأفت و لینت پیدا ہو جمود و تشدد زائل ہوتا ہے۔ سیاست کی نخوت و تحکم کا مصلح شریعت و طریقت ہے جن کی آمیزش سے شفقت علی الخلق اور تربیتِ عالم کا ظہور ہوتا ہے اور خلافتِ الٰہی نمایاں ہو کر نفسانی جبر و قہر فنا ہو جاتا ہے۔ پھر شریعت و طریقت کی کسمپرسی و بےبسی کا مصلح سیاست ہے جس کی مادی شوکت ان دونوں کے لیے سرمایۂ عظمت و حفاظت بنتی ہے۔ پس جب ایک طرف طریقت اور تہذیب الاخلاق کے ذریعہ نفس میں علالت پیدا ہو گئی اور شریعت کے ذریعہ علم احکام اور تعلیم خیر کا جذبۂ شفقت قائم ہو گیا اور سیاست و قوت کے ذریعہ اس علم اخلاق اور حسنِ اخلاق کے تنفیذ کی قدرت پیدا ہو گئی تو اب سیاست میں سے تو نخوت و تجبر نکل کر وقار، خودداری اور شہامت آ جائے گی، طریقت میں سے رسمِ خلوت نکل کر حقیقتِ خلوت یعنی تعلق مع اللہ اور انقیادِ احکام کا ملکہ پیدا ہو جائے گا۔ اور ادھر اتباعِ شریعت میں سے خشکی و جمود، تنگ نظری و تقشف نکل کر وسعتِ نظر، جامعیت، ہمہ گیری، تعاون باہمی اور اتحاد ذات البین کے جذبات ابھر آئیں گے جس سے قوم کے مادی و روحانی عروج کا نقشہ خود بخود قائم ہو جائے گا جس کے مجموعہ کو "دین" کہتے ہیں۔ اس سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ دین بغیر ان تینوں عنصروں کے جمع کیے ہوئے مکمل نہیں ہوتا اور خدّامِ دین اس وقت تک صحیح معنیٰ میں خدمتِ دین نہیں کر سکتے جب تک وہ بیک دم متشرع، صوفی اور سیاسی نہ ہوں۔ افسوس ہے کہ آج یہ تینوں چیزیں الگ الگ مستقل شمار کی جا رہی ہیں اور ان کے حامل الگ الگ مستقل طبقات گنے جا رہے ہیں۔ اور اسی طرح شریعت اور سیاست کو الگ الگ مستقل منہاج سمجھ لیا گیا ہے اور نہ صرف اسی پر اکتفا کیا گیا ہے بلکہ صوفیاء اپنے تصوف کی تکمیل اس میں سمجھتے ہیں کہ وہ علماء کے مدِّمقابل آئیں۔ علماء صوفیوں کے مقابلہ پر ہوں اور سیاسی ان دونوں طبقوں کے بالمقابل کھڑے ہوئے ہوں اور یہ دونوں طبقے سیاسیوں کے۔ اس لیے قوم میں تین مستقل طبقے قائم ہیں اور وہ بجائے اس کے کہ مل کر کسی ایسی طاقت کے بالمقابل آئیں جس نے ان کا علم بھی غلط کر رکھا ہے اور عمل کا راستہ بھی غلط ڈال دیا ہے، اپنی اپنی طاقتیں اپنی ہی آویزشوں میں ختم کر دیتے ہیں جس سے تفرقہ انداز طاقت اور زیادہ قوی اور دلیر ہوتی جاتی ہے۔ میری

خیال میں جب تک یہ تینوں طبقے مل نہ جائیں اور نہ صرف افراد ہی مل جائیں بلکہ ان کے یہ تینوں فنون اس طرح باہم آمیختہ نہ ہو جائیں کہ قوم کا ہر فرد متشرع خالص، صوفی صافی اور سیاسی مخلص ہو جائے اس وقت تک قوم بحیثیت مجموعی مکمل قوم ہی نہیں کہلا سکتی اور اسلامی نقطۂ نظر سے کامیابی کا منہ بھی نہیں دیکھ سکتی۔

اسلام میں دین سیاست سے الگ نہیں وجہ یہ ہے کہ ان میں سے دو جزو علم احکام اور حسنِ اخلاق دیانت کے اساسی شعبے ہیں اور ایک جزو کمالِ نظم و اجتماعیت سیاست کا شعبہ ہے اور سیاست کو دیانت سے جب بھی علیحدہ کیا جائے گا تب نہ حقیقی سیاست قائم رہے گی نہ حقیقی دیانت، اگر دیانت نہ رہے تو سیاست کٹ کھنا اور جور و استبداد کا ملک ہو گا۔ اور اگر سیاست نہ رہے تو دیانت بے کس و بے بس اور علی الشرف الزوال ہو جاوے گی۔ قانون محض اور کوری سیاست سے دنیا کبھی امن و چین کا منہ نہیں دیکھ سکتی اور نہ ہی عالم بشریت کی اصلاح و تنظیم ہو سکتی ہے۔ اگر ایسا ہو سکتا تو آج یورپ سب سے زیادہ صالح سب سے زیادہ باہم مربوط اور ساری دنیا سے زیادہ پر امن ہوتا۔ کیونکہ وہاں قوانینِ سیاست کی دفعات برساتی کیڑوں کی طرح ہرگز کم نہیں۔ کتنی ہی قانون ساز جماعتیں بارہ مہینے وضع قانون میں مصروف رہتی ہیں۔ نئی نئی ضروریات پر روزانہ قانون بنتے اور بگڑتے رہتے ہیں۔ لیکن جس حد تک سیاسی ضوابط بڑھتے جاتے ہیں۔ اسی درجہ باہمی روابط گھٹتے جاتے ہیں۔ رقابتوں اور عداوتوں میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے۔ انسانوں کی زندگی اور ہوسناکی قانون کے دائرہ میں رہ کر قانونی غارت گریاں اور آئینی ظلم و ستم خوب خوب سیکھتے جا رہے ہیں اور یورپ کی ساری دنیا قتل و غارت اور ہوا و ہوس کا ایک جہنم زار بنی ہوئی ہے۔ پس اگر محض سیاست اور روکھے قانون سے بشریت کی اصلاح و تنظیم ممکن ہو سکتی ہے تو یورپ کو یہ روزِ بد دیکھنا نصیب نہ ہوتا اس لیے کہ وہاں نہ سیاست کی کمی ہے نہ قوانین کی۔ ہاں اگر کمی ہے تو دیانت کی ہے یعنی وہاں سیاست کے نیچے نہ اخلاقِ ربانی ہیں نہ مقاصد الٰہیہ کا علم ہے اور نہ ان کا نمونۂ عمل، اور جب سیاست کا محور ہی صحیح نہ ہو تو کوری سیاست اور خالی قانونی آثار چڑھاؤ سے امنِ نفوس اور سکونِ عالم کیسے نصیب ہو سکتا ہے۔ پس آج کی یورپین تباہ کاریاں، عالمگیر سر پھٹول اور انسانیت کی یہ تباہی خواری فقدانِ سیاست سے نہیں بلکہ فقدانِ دیانت کے سبب ہے۔ جب آدمی ایک بے شعور درندہ بن جائے تو محض اس کے دل و دماغ کو تبدیل نہیں کر سکتی۔ یہ انقلاب ذہنیت صرف تہذیب اخلاص اور تعلیم کتاب اللہ سے ممکن ہے۔ جو مجموعہ دیانت ہے۔ دیانت بلا سیاست اور علم و اخلاص بلا شوکت بے بس، بے کس اور عام نگاہوں میں بے وقعت ہو جانے کے سبب قبولِ عام اختیار نہیں کر سکتے اور نہ صرف یہی بلکہ اس ضعف اور صورتِ حال کے بڑھ جانے سے ان کی تحقیر و استہزاء اور تمسخر کی داغ بیل پڑتی ہے۔ جس سے شوکت پرست طبقہ میں ان کی حقارت ایک مشن اور مقصد کی حیثیت اختیار کر لیتی ہے۔ فساق و فجار طبیعتیں جو شوکتِ دین سے دبی رہتی ہیں ان حالات میں کھل کھیلتی ہیں اور اسی استہزاء اور تمسخر کی سنت کو اور مضبوط بنا دیتی ہیں۔ ساتھ ہی وہ طبقہ جو کو فسق و فجور کا شکار نہ ہو مگر تقویٰ و تقدس کی طرف بھی کوئی خاص میلان نہ رکھتا ہو وہ بھی فجور کا غلبہ و استیلاء دیکھ کر ادھر ہی مائل ہو جاتا ہے۔ اور پھر وہ خالص حقانی طبقہ جو علم و اخلاص کا سرمایہ لیے رہتا ہے بے کس بے بس رہ جاتا ہے۔ جن میں سے ضعفاء قلوب اس بے کسی کی مصیبت سے تنگ آ کر بالآخر ادھر ہی جا ملتے ہیں اور اسی طرح رفتہ رفتہ یہ دیانت بے سیاست اپنا وجود ختم کر دیتی ہے غلامی اور محکومی کے منحوس آثار رفعت و شوکت کے سارے جذبات ختم کر کے خود ہی بلا شرکت غیرے غالب آ جاتے ہیں اور پھر ہر طاقتور کمزور کو کچل دیتا ہے اور وہ خود اپنے سے زیادہ کے ہاتھوں کچلا جاتا ہے۔ ظالم مظلوم کو ختم کر دیتا ہے اور وہ اپنے سے زیادہ ظالم کے ہاتھوں فنا کے گھاٹ اتر جاتا ہے۔ خسر الدنیا والآخرۃ اس لیے یہ نتیجہ صاف ہے کہ جب تک دیانت کے ساتھ سیاسی طاقت اور سیاست کے ساتھ علم و اخلاق کی دیانت نہ ہو دنیا کبھی امن و چین کا سانس نہیں لے سکتی۔ اس لیے اسلام نے دین کی رہبانیت کو ختم کر کے تو اس کے ساتھ سلطنت ملائی اور سلطنت کی ملوکیت کو ختم کر کے اس کو خلافت کا جامہ پہنایا جس سے دیانت و سیاست کا یکجانہ امتزاج قائم ہوا کہ دیانت کی بے مونسی سیاست سے ختم ہوئی اور سیاست کا جور و استبداد دیانت سے پامال ہو گیا۔ چنانچہ اسی جامعیت کی طرف کھلے اشارے فرمائے گئے:-

الملك والدين توأمان۔ (حدیث)

ملک و دین دو جڑواں بھائی ہیں۔

بعثت مرحمة وملحمة (حدیث)

میں نرم اور سخت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

انا الضحوك القتال۔ (حدیث)

میں ہنسنے والا اور لڑنے والا ہوں۔

تلخ و شیریں — امجد علی شاکر بی اے

مجھے کہنا ہے کچھ اپنی زباں میں

بین الاضلاعی چوروں کے چار گروہ گرفتار!
(ایک خبر)
مگر بین الصوبائی اور بین الملکی چوروں کے گروہ آزاد کیوں ہیں ؟
وفاقی حکومت گیارہ لاکھ تیس ہزار ٹن گندم خریدے گی۔ (ایک خبر)
کیا اس لیے کہ پیپلز پارٹی کے کارکن بذریعہ ڈپو زیادہ سے زیادہ نفع حاصل کر سکیں۔
حاصل پور میں یوم مئی بڑے جوش و خروش سے منایا گیا۔ (ایک خبر)
مگر یہ جوش و خروش تو پیپلز پارٹی والوں ہی سے حاصل ہو گیا ہوگا، کیونکہ غربا کے پاس تو آج کل نالہ و ماتم کے سوا کچھ بھی نہیں۔
یوم مئی ہمیں اپنے کردار کے محاسبے کی دعوت دیتا ہے۔
(بریگیڈیر صاحبداد خان کا فرمان)
حضور! بات تو سچ ہے، مگر پیپلز پارٹی والے یہ دعوت قبول نہیں کر سکتے، کیونکہ انہیں حزب اختلاف کے محاسبے سے فرصت نہیں ملتی۔
حفاظتی گارڈ کے سپاہیوں نے نوجوان لڑکی کو گرفتار کر لیا۔ (ایک خبر)
چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی
بجلی کے بلوں کی شدید قلت۔
(ایک خبر)
کیا چوروں کے لیے بہترین مرقع کی فراہمی کے لیے ؟

محکمہ ریلوے میں خرد برد کی تحقیقات کرانے کا مطالبہ۔ (ایک بیان)
کیا اس لیے کہ تقسیم برابر ہو ؟
صحافیوں کی گرفتاری کی مذمت۔
(ایک بیان)
گرفتاری سچی خبریں مہیا کرنے پر ہوتی ہو ہو گی۔ کیونکہ الحق مر ؐ
پاکستان آٹو موبائیل کارپوریشن نے ۷۷ ملین روپے کمائے۔ (ایک خبر)
مگر افسران مجاز نے اس سے کتنے زیادہ کمائے ؟
احکام خداوندی کی پیروی کی جاتی ہے۔
(صاحبزادہ فیض الحسن)
مگر آپ حکام مقتدر کی پیروی اس لیے کرتے ہیں کہ تا کہ یہ ضرب المثل سچ ثابت ہوتی رہے۔
اوروں کو نصیحت خود میاں فصیحت!
سیاسی رہنماؤں پر قاتلانہ حملوں کی مذمت۔ (ایک بیان)
آپ حملوں کی بات کرتے ہیں یہاں قتل ہوتے رہتے ہیں ؛ ہے
آپ طوفاں کی بات کرتے ہیں
لوگ ساحل پہ ڈوب جاتے ہیں
بیت المال کا نظام پاکستان کے لیے مفید ثابت ہو گا۔ (غلام نبی ایم۔ این۔ اے)
غالباً اسی لیے یہ نظام ہمارے حکمرانوں نے نہیں اپنایا، کیونکہ اس سے ملک کا تو

فائدہ ہوگا، لیکن حکمرانوں کا ....
"نتیلا" کا انسداد کیا جائے۔
(ایک مراسلے کی سرخی)
اگر یہ حزب اختلاف میں ہوتا تو ضرور انسداد ہوتا، لیکن اب مشکل ہے۔
امریکہ سے احتجاج کیا جائے۔
(ایک مراسلے کی سرخی)
مگر اس احتجاج کے لیے جرأت فراہم کون کرے گا ؟
حکومت، معاشرہ اور جرائم۔
(اداریے کی سرخی)
ان تینوں کا مجموعہ! کیا؟ پیپلز پارٹی۔
امریکہ کی زود پشیمانی۔ (اداریے کی سرخی)
کیا قتل کے بعد ؟
کی میرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ
ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا
سب سے زیادہ زور نکتۂ اشتراک تلاش کرنے پر دینا چاہیے۔
(ایک مضمون کی سرخی)
مگر آج کل تو زیادہ زور نقطۂ اختلاف تلاش کرنے پر دیا جاتا ہے۔
ذرا ہنس لیجیے۔ ایک مضمون کی سرخی
اس لیے کہ ابھی رونا پڑے گا۔

خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ (ادارہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سپاسنامہ

یہ سپاسنامہ گذشتہ دنوں حضرت العلام مفتی محمود صاحب ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کی بھیرہ آمد کے موقعہ پر دار العلوم عربیہ خضریہ کے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر پیش کیا گیا

بخدمت صاحب الفضائل والکمالات، معدن الجود والکرم، مفکر اسلام۔ قائدِ جمعیۃ حضرت العلامہ الشیخ مفتی محمود صاحب لطول حیاتکم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

جناب والا! آپ نے نامساعد حالات، گوناگوں مصروفیات اور سفر کی طویل صعوبتوں کے باوجود ہمیں شرف زیارت وملاقات بخشا۔ اس پر میں اپنی دار العلوم عربیہ خضریہ کے عملہ، طلبہ، معاونین، جمعیۃ علماء اسلام کے کارکنوں اور عام شہریوں کی طرف سے صمیم قلب آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

گرامیٔ منزلت! بھیرہ پنجاب کا ایک اہم تاریخی علمی اور روحانی شہر ہے جس میں ماضی کے حسین دور کی یادگاریں آج بھی موجود ہیں، لیکن یہاں کے غیور عوام کو حریت پروری کی "سنگین سزا" جس طرح ملی وہ ایک المیہ ہے۔ اس کے نتیجے میں یہ شہر اس وقت ہر قسم کے وسائل سے محروم ہو چکا ہے۔

جس مدرسہ میں آپ اس وقت تشریف فرما ہیں۔ یہ تقسیم سے پہلے ایک مسلمان الحاج محمد عبد اللہ مرحوم کی سعی و کاوش سے قائم ہوا۔ اور ایک عرصے تک علم وعرفان کی روشنی پھیلاتا رہا، لیکن بعد میں گردشِ دوراں کا شکار ہو گیا۔

اس کا دور جدید تین سال قبل شروع ہوا۔ اس مختصر عرصہ میں بفضل خدا اس نے حیرت انگیز ترقی کی۔ ہمیں یقین ہے کہ آپ جیسے بزرگوں کی سرپرستی سے بہت جلد یہ ایک مثالی ادارہ بن جائے گا۔

فکر قاسمی کے وارث! انگریز کی قہرمانی فکر نے جب برصغیر میں تمام آثار ونشانات کو مٹا دیا تو حجۃ الاسلام، قاسم العلوم والخیرات مولانا محمد قاسم نانوتویؒ قدس سرہٗ نے مدارس اسلامیہ کی تحریک شروع کی تاکہ اسلامی اقدار کا تحفظ کیا جا سکے۔ اس تحریک کی پہلی کڑی مادر علمی دیوبند تھا اور پھر تاریخ شاہد ہے کہ ان مدارس سے فارغ ہونے والے ہزاروں علماء نے زندگی کے ہر شعبہ میں امت مسلمہ کی بھرپور رہنمائی کی اور سیاسی میدان میں جو تاریخی رول ادا کیا اس کا اعتراف بدترین دشمنوں نے بھی کیا، لیکن بدقسمتی سے تقسیم ملک کے بعد یہاں کے حکمرانوں نے کبھی بھی اپنی ملی وشرعی ذمہ داریوں کا احساس نہیں کیا۔ حتیٰ کہ اب یہ مدارس ان کی آنکھوں میں خار بن کر کھٹک رہے ہیں، لیکن آپ نے وفاق المدارس العربیہ کے ناظم عمومی کی حیثیت سے جس جرات کے ساتھ اس چیلنج کو قبول کر کے اس مذموم سکیم کے تاروپود بکھیر دیئے اور پوری ملت کو ایک پلیٹ فارم پہ اکٹھا کیا۔ اس پر ملت بجا طور پر آپ کی ممنون ہے اور ہمیں یقین ہے کہ آپ نے ان مدارس کو اپنے تازہ اقدامات سے جس طرح حیاتِ نو بخشی ہے آئندہ بھی اسی طرح سرپرستی و رہنمائی فرماتے رہیں گے۔

مفکر اسلام! آپ نے اپنی خداداد ذہانت و فطانت، فہم رسا اور فکر عمیق سے ہر نازک موڑ پر جس طرح قومی اور ملی مسائل

کی گتھیاں سلجھائیں وہ ایک شاہکار کی حیثیت رکھتی ہیں ۔ تفصیلی گفتگو سے قطع نظر مستقل آئین میں آئینی کمیٹی کی حیثیت سے مسلمان کی تعریف کی شق شامل کروانا ہی ایک اتنا بڑا کارنامہ ہے جس کی اہمیت سے ارباب بصیرت واقف ہیں ۔ آپ کا یہی مدبرانہ اقدام آیندہ کی تحریک ختم نبوت کے لیے مشعل راہ ثابت ہوا اور مجلس عمل کے لیے اسمبلی کے اندر کام انتہائی آسان ہوگیا ۔

مجلس عمل کے دور جدوجہد میں آپ کی فکر و تدبر کو جو نمایاں مقام حاصل ہے اس کا اعتراف ہر کسی کو ہے اور یہی چیز ہمیں ۷ ستمبر تک لے آئی ، بدقسمتی سے وہ فیصلہ عملی حیثیت سے تشنۂ تکمیل ہے ۔ ضرورت ہے کہ آپ کی متحرک شخصیت ایک بار پھر اپنے جوہر دکھائے اور آئین کی تقدیس کے دشمنوں کے عزائم خاک میں ملادے

قائد محترم ! آپ نے اپنی طویل جماعتی زندگی میں جس جرأت مندی اور تدبر و تحمل کے ساتھ جماعتی قیادت کی نازک ذمہ داریاں پوری کیں اور ہزار مخالفتوں کے باوجود جس عزم و استقلال سے اپنا سفر جاری رکھا اس کے نتیجہ میں جمعیۃ علماء اسلام اس وقت ملکی ہی نہیں بین الاقوامی سطح پر اپنا وجود و اہمیت تسلیم کرا چکی ہے اور مجھے یہ کہنے میں باک نہیں کہ آپ کی جاندار ، بیدار مغز اور بہادر قیادت پر مجتمع ہوئے بغیر فلاح و بہبود کا خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہ ہوگا ۔

سالار قافلۂ حریت ! آپ نے اپنی پوری زندگی میں قہر و جبر اور ظلم و استبداد کی رسیا طاقتوں کے خلاف جس طرح دلیرانہ جنگ لڑی اور لڑ رہے ہیں اس پر آپ کے حضور خراج عقیدت پیش نہ کرنا بہت بڑی ناانصافی ہے ۔

حضرت امام احمد بن حنبل ، حضرت مجدد الف ثانی ۔ حضرت شاہ ولی اللہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم اور ان کی روحانی و معنوی اولاد کی داستان ہائے شجاعت و شہامت کا جو تذکرہ ہم نے اپنی تاریخ میں پڑھا اس کو مجسم صورت میں آج آپ کے پیکر میں دیکھ لیا ۔

حقیقت یہ ہے کہ دلّی سے دیوبند ، شاملی سے بالاکوٹ اور مالٹا سے کراچی تک پھیلی ہوئی داستان حریت و استقلال کی آپ صدائے بازگشت ہیں ۔ یہ وہ اعزاز ہے جو آپ کو اپنے ہمعصروں میں امتیازی مقام بخشتا ہے ۔ بالخصوص آج کے اس دور میں جب کہ عدل و شرافت کا جنازہ نکل چکا ہے اور حکمران طبقہ سفاکی و بربریت کا نشان مجسم بن چکا ہے ۔ آپ نے حزب اختلاف اور جمعیۃ کے قائد کی حیثیت سے دکھی اور ستم رسیدہ انسانیت کے لیے روشنی کا ایک ایسا مینار تعمیر کر دیا ہے جس کی موجودگی میں ظلمت کے بت کا باقی رہنا ناممکن ہے ۔

محور الملّت ! آپ نے صوبہ سرحد میں اپنے مختصر دور حکومت میں مختلف شعبہ ہائے حیات میں اصلاحات نافذ کر کے اسلام کے سنہری اصولوں کی روشنی سے جس طرح اہل سرحد کو منور کیا وہ آپ ہی کا حصہ تھا ۔ ہر چند کہ آپ کی راہ میں روڑے اٹکائے گئے اور مشکلات پیدا کی گئیں ، لیکن آپ نے چودہ سو سالہ تاریخی شخصیتوں کے مثالی کردار کو اپناتے ہوئے اپنے آپ کو قیادت کا حقیقی اہل ثابت کیا ۔ اور اس طرح اہل دین کے سر فخر سے بلند ہوگئے جب کہ دین دشمن قوتوں کے عزائم خاک میں مل کر مٹی ہوگئے ۔ آپ نے ساڑھے نو ماہ کے دور حکومت میں مسائل کے حقیقی حل کے لیے جو راہ عمل تجویز کی اس کے بغیر کوئی دوسری صورت ممکن ہی نہیں ۔ خدا کرے کہ ارباب حکومت کی آنکھیں کھلیں اور وہ اس شاہراہِ عمل پر چل کر انسانیت کو مشکلات سے نجات دلائیں ۔

مخدوما ! آپ کی تشریف آوری پر جذبات تشکر و امتنان کی جو کیفیت ہے اس کا اظہار مشکل ہے ۔

میں ایک بار پھر دل کی گہرائیوں کے ساتھ آپ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے آپ کی صحت و سلامتی کا دعاگو ہوں اور یقین دلاتا ہوں کہ راہِ حق میں آپ کے ادنیٰ اشارہ پر مدرسے کا عملہ ، طلباء ، معاونین ، کارکنانِ جمعیۃ اور بھیرہ کے شہری کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے ۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ والاکرام

احقر الانام جلال الدین ۔ ناظم اعلیٰ دار العلوم عربیہ خضریہ و ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام ضلع سرگودھا
و ناظم عمومی مجلس عمل بھیرہ ——— مورخہ : ۲۶ / اپریل ۱۹۷۵ء

عمدہ ماحول
عمدہ سروس
غرناطہ ریستوران ایرکنڈیشنڈ = جہلم

گوشوارہ حساب آمدن وخرچ بابت سال ۱۳۹۳ھ و ۱۳۹۴ھ

جمعیۃ علماء اسلام ضلع ملتان (دفتر ملتان شہر)

یکم جمادی الاول ۱۳۹۵ھ بمطابق ۱۲ مئی ۱۹۷۵ء جمعیۃ علماء اسلام ضلع ملتان کی مجلس شوریٰ کا اجلاس سید نیاز احمد شاہ گیلانی کی صدارت میں منعقد ہوا۔ ضلع کے ناظم عمومی جناب محمد شریف قریشی نے دو سال کے حسابات کا گوشوارہ اور رپورٹ پیش کی۔

محترم ومکرم جناب حضرات گرامی اراکین مجلس شوریٰ جمعیۃ علماء اسلام

السلام علیکم

۱۹۷۰ء کے انتخابات کے بعد یہ بات بڑی شدت کے ساتھ محسوس ہوئی کہ جماعتی ڈھانچے کو مضبوط بنایا جائے بدلے ہوئے حالات کی بنا پر مرکز اور صوبہ کا دفتر لاہور منتقل ہو گیا۔ اگر اس موقع پر دفتر ملتان کو منظم نہ کیا جاتا تو ڈر تھا کہ شہر اور ضلع کا کام متاثر نہ ہو جائے۔ اس ڈر کے پیش نظر امیر جمعیۃ علماء اسلام ضلع ملتان کے مشورہ سے دفتر خانیوال سے ملتان منتقل کر دیا گیا۔

ضلع کا دفتر ملتان منتقل ہونے پر کام کچھ آسان ہو گیا اور جماعتی تنظیم پر بھرپور توجہ دینے کا موقع ملا۔ ضلع ملتان نے ممبر سازی کے طور پر بھی ملک بھر میں اوّلیت حاصل کی اور ضلع میں نئے انتخابات کے بعد شاخوں کی تعداد ۱۵۹ ہو گئی اور ملتان شہر میں ۲۵ شاخیں قائم ہوئیں۔ جماعت کی نشر و اشاعت پر بھی توجہ دی گئی۔ ضلع بھر میں نہ صرف مبلّغ ضلع، بلکہ صوبائی سطح کے مبلغ حضرات نے دورے کیے اور تربیتی پروگرام رکھے گئے۔ لٹریچر بھی تقسیم ہوا

دو سال کے حسابات گذشتہ اجلاس میں میری مصروفیات کی بنا پر پیش نہ ہو سکے۔ اب حسابات مکمل کر کے پیش کیے جا رہے ہیں۔ جس کی تفصیلات مندرجہ ذیل ہے:

تفصیل آمدن

آمدن	رقم ۱۳۹۳ھ پیسہ	رقم ۱۳۹۳ھ روپیہ	رقم ۱۳۹۴ھ پیسہ	رقم ۱۳۹۴ھ روپیہ
از گزشتہ سال ۹۲ھ میں بچت	۰۰	۴۵۰۰		
″ ″ ″ ۹۳ھ			۴۷	۱۵۹۴
عطیات وصدقات سے موصول شدہ:		۱۹۹۳۵	۵۴	۲۳۸۱۶
میزان کل:	۰۰	۲۴۴۳۵	۰۱	۲۵۴۱۱

تفصیل اخراجات

اخراجات	رقم ۱۳۹۳ھ پیسہ	رقم ۱۳۹۳ھ روپیہ	رقم ۱۳۹۴ھ پیسہ	رقم ۱۳۹۴ھ روپیہ
کرایہ دفتر:	۰۰	۱۸۰۰	۰۰	۵۷۰
سٹیشنری وچھپائی	۰۰	۳۹۰	۲۵	۱۷۵
اخراجات متفرق:	۶۴	۳۹۵	۶۲	۳۴۶
اخراجات سفر:	۰۰	۲۰۸۴	۲۰	۲۲۸۸
تواضع مہمانان دفتر:	۰۳	۱۴۵۰	۵۵	۶۵۶
بل بجلی کی ادائیگی:	۹۶	۱۹۲	۴۶	۲۳۹
اخبارات ورسائل:	۷۵	۱۳۷	۹۵	۲۸۱
نشر واشاعت:	۷۴	۱۱۲۰	۱۰	۲۲۹۲
امداد جمعیۃ علماء اسلام صوبہ پنجاب	—	—	۰۰	۱۰۰۰
مرمت کار	۳۶	۲۳۶	۰۰	۶۵
ڈاک وتار	۹۰	۹۰	۷۰	۵۷
انتخابی مہم (الیکشن بورےوالا)	۴۷	۶۸۸۸	—	—
″ ″ (امداد صوبہ بلوچستان)	—	—	۰۰	۹۰۰
تحریک ختم نبوت:	—	—	۴۴	۲۳۷۰
سامان ضروریاتِ دفتر:	۰۰	۴۷۱	۰۰	۵۸۵
امدادِ مستحقین (خدمت خلق)	۰۰	۵۸۸	۰۰	۱۹۵
ٹیلی فون بل کی ادائیگی:	۶۵	۲۴۱۴	۵۹	۲۷۲۸
مشاہرہ ملازمین (تنخواہ)	۰۰	۴۵۹۲	۰۰	۵۵۸۱
تحریک جمہوریت:	—	—	۰۰	۱۸۰۰
میزان:	۵۳	۲۲۸۴۰	۶۸	۲۲۱۳۸
رقم آئندہ سال کیلئے منتقل کی گئی	۴۷	۱۵۹۴	۳۳	۳۲۷۲
	۰۰	۲۴۴۳۵	۰۱	۲۵۴۱۱

جمیعۃ علما اسلام ضلع ملتان کی مجلس شوریٰ کا اجلاس سید نیاز احمد شاہ گیلانی کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں درج ذیل قرار دادیں پاس ہوئیں

۱- اجلاس مرکزی حکومت کی طرف سے آزاد کشمیر کے مسائل میں مداخلت کو غیر آئینی اور غیر جمہوری قرار دیتا ہے نیز اس بات پر تشویش و اضطراب کا اظہار کرتا ہے کہ حکومت کے حالیہ اقدامات کی وجہ سے کشمیریوں کے مؤقف کو ناقابل تلافی نقصان پہونچا ہے۔

آزاد کشمیر کے سابق صدر سردار عبدالقیوم کو ہائی کورٹ کے حکم امتناعی کے باوجود جس بھونڈے طریقے سے برطرف کیا گیا ہے۔ اس سے حکومت کے پوشیدہ عزائم بے نقاب ہو چکے ہیں۔ پتہ چلتا ہے کہ حکومت بلوچستان اور سرحد کی طرح آزاد کشمیر میں آیندہ کیا اقدامات کرنا چاہتی ہے۔

اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ کشمیر کے معاملات میں مداخلت ختم کر دے تاکہ حق خود ارادیت کے اصول پر کشمیری بھارت سے نجات حاصل کر سکیں۔

۲- اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ حکومت روزمرہ کی اشیا میں حالیہ اضافہ کو واپس لے۔ کیوں کہ عوام اس سے قبل خوف ناک گرانی کے چکر میں پستے چلے آرہے ہیں۔ حالانکہ موجودہ حکومت نے عوام کو روٹی کپڑا اور مکان مہیا کرنے کا وعدہ کیا تھا حکومت خوفناک گرانی پیدا کر کے عوام کو بھوکا مارنا چاہتی ہے۔ یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ وہ مرکزی وصوبائی حکومتوں کے اخراجات میں کمی کرے۔ سامان تعیش کی درآمد بند کرے اور سمگلنگ کو مؤثر طور پر روکا جائے۔

۳- اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ مفتی محمود صاحب پر قاتلانہ حملہ کی کسی ہائی کورٹ کے جج سے غیر جانبدارانہ تحقیقات کرا کر سازش کا پتہ چلائے۔ نیز ملزموں کو گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دے۔

۴- اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ چونکہ وہ ملک میں امن وامان قائم کرنے، شہریوں کی عزت وآبرو کا تحفظ کرنے اور غنڈہ عناصر کی سرکوبی میں ناکام ہو چکی ہے۔ لہذا اسے فوراً مستعفی ہو جانا چاہیے۔ اور سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کی زیر نگرانی آزادانہ عام انتخابات کرائے۔

۵- اجلاس، بلدیہ ملتان سے مطالبہ کرتا ہے کہ ملتان شہر میں سڑکوں کی تعمیر نو کے لیے جس قدر تاخیر سے کام لیا جا رہا ہے وہ ازحد تشویشناک ہے اس سے شہریوں کو آمد و رفت میں بہت مشکل پیش آرہی ہے۔

علاوہ ازیں گندے پانی کے نکاس کا خاطر خواہ انتظام نہیں کیا جا رہا۔ چنانچہ تھوڑی سی بارش ہو جانے کے بعد شہریوں کی آمد و رفت معطل ہو کر رہ جاتی ہے۔

خاص طور پر چونگی ۱۴ خوفی برج، شاہین مارکیٹ اور محمدی محلہ میں بارش اور گندے پانی کے نکاس کا خاطر خواہ فوری طور پر انتظام کرایا

بقیہ طلبا کی سرگرمیاں

تذکرہ مولانا تاج محمود صاحب امروٹی صوبائی دفتر سندھ سے فراہم ہو سکتا ہے۔ مطلوبہ تعداد سے مطلع فرمائیں۔

تمام شاخیں ترجمان اسلام کی ایجنسیاں اپنے اپنے شہروں میں قائم کریں۔ اور خریداری میں اضافہ کریں۔ (محمد اسلم شیخ)

۳ :- عزم ۵ چھپ چکا ہے مطلوبہ تعداد سے مطلع فرمائیں۔ رقم پیشگی آنا ضروری ہے۔ قیمت فی پرچہ -/۱ روپیہ۔

اظہار اطمینان

جمیعۃ طلبا اسلام کہروڑ پکا کے ایک ہنگامی اجلاس میں ضیاء الرحمٰن فاروقی کے بارے میں مرکزی وصوبائی رہنماؤں کے فیصلہ اخراج پر اظہار اطمینان کیا گیا ہے۔ نیز مدرسہ عربیہ کہروڑ پکا کے طالب علموں نے مرکزی وصوبائی رہنماؤں کو طلبا عربیہ کی طرف سے بھرپور تعاون کا یقین دلایا ہے۔

صوبہ سندھ میں ضلعی کنونشنز کا آغاز کر دیا گیا

جمعیتہ طلباء اسلام صوبہ سندھ کے ضلعی کنونشنز کا آغاز ۸ مئی ۷۵ء سے ہو گیا ہے۔ پروگرام کے مطابق ۲۳ مئی تک تمام اضلاع کے کنونشنز ختم ہو جائیں گے۔

ان کنونشنز میں مولانا غلام قادر صاحب، مولانا عطاء محمد صاحب، مولانا قاری رحمت اللہ صاحب، مولانا گل محمد صاحب، مولانا عبد الحق صاحب

مولانا منظور احمد صاحب، مولانا قائم الدین صاحب، قاری رحیم الدین صاحب، مولانا محمد شریف صاحب، مولانا عبد اللہ صاحب، سید عبد الغفور شاہ صاحب، ڈاکٹر فضل اللہ سیٹھار، عبد السمیع صاحب، محمود الحسن صاحب، ڈاکٹر لیاقت علی شاہ صاحب، محمود الحسن صاحب، شمس الدین صاحب پٹھان، سلیم شاہد صاحب، محمد اسلم صاحب شیخ، محمد فاروق صاحب قریشی، بشیر احمد صاحب قریشی تقاریر فرمائیں گے۔ سید مطلوب علی زیدی کی ٹیپ شدہ تقریر بھی سنائی جائے گی۔

اس کے بعد سندھ کا صوبائی کنونشن ۱۴/۱۵ جون کو کراچی میں ہوگا۔

جس میں قائد اسلامی انقلاب حضرت مولانا مفتی محمود مدظلہ، حضرت مولانا سعید احمد صاحب رائے پوری سرپرست اعلیٰ جمعیتہ طلباء اسلام، قائد طلباء محمد اسلوب صاحب قریشی، جناب سید مطلوب علی زیدی، مولانا عبد الکریم صاحب قریشی، مولانا غلام قادر صاحب اور جناب ڈاکٹر احمد حسین صاحب کمال شرکت فرمائیں گے۔

صوبائی کنونشن فنڈ کے لیے مالیاتی کمیٹی تشکیل دی گئی۔ جس کے مطابق کراچی ڈویژن کے لیے جناب محمد فاروق صاحب قریشی، حیدر آباد ڈویژن کے لیے جناب بشیر احمد صاحب قریشی، سکھر ڈویژن کے لیے جناب عبد السمیع صاحب مالیاتی کمیٹی کے چیئرمین ہوں گے۔

تربیتی مراکز

صوبہ سندھ کی مجلس شوریٰ منعقدہ یکم مئی ۷۵ء کے اجلاس میں فیصلہ کے مطابق صوبہ سندھ میں درج ذیل تربیتی مراکز قائم کئے گئے ہیں۔

ڈویژن	مقام	انچارج
حیدر آباد	حیدر آباد شہر	جناب بشیر احمد قریشی
سکھر	شکارپور شہر	جناب محمود الحسن
کراچی	کراچی شہر	جناب محمد فاروق قریشی

صوبہ سندھ کی تمام شاخوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ تربیتی پروگرام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔

ارکان مجلس شوریٰ

جناب سید عبد الغفور شاہ صاحب صدر جمعیتہ طلباء اسلام صوبہ سندھ نے درج ذیل ارکان کو صوبائی شوریٰ کے لیے نامزد کیا ہے۔

۱۔ جناب ڈاکٹر سید لیاقت علی شاہ ۲۔ جناب محمود الحسن ۳۔ جناب شمس الدین ۴۔ جناب محمد فاروق قریشی ۵۔ جناب امیر حمزہ ۶۔ جناب حزب اللہ ۷۔ جناب نذیر احمد پٹھوار ۸۔ جناب شیر محمد ۹۔ جناب محمد بلال ۱۰۔ جناب عبد الغنی ۱۱۔ جناب محمد اقبال علوی ۱۲۔ جناب محمد حسن شاہ ۱۳۔ مقصود احمد

ضلع جیکب آباد

ضلع جیکب آباد میں باقاعدہ تنظیمی کام شروع ہو چکا ہے۔ ضلع کی تمام شاخوں خصوصاً کندہ کوٹ، ٹھل، جیکب آباد شہر میں تنظیمی کام بڑی تیزی سے ہو رہا ہے۔ ہر ہفتے اجلاس، پندرہ روز بعد تقریری مقابلہ وغیرہ ہوتا ہے۔

کندہ کوٹ میں گزشتہ دنوں تقریری مقابلہ ہوا جس میں جناب شفیع محمد اوّل اور جناب بشیر احمد دوم آئے۔

رستم ضلع سکھر

مولانا گل محمد صاحب سیمجو نے رستم کا دورہ کیا تنظیمی اجلاس ہوا۔ اس میں مولانا عبد الحق صاحب نے بھی شرکت کی۔ آپ نے طلباء سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ جمعیتہ طلباء اسلام ہی واحد تنظیم ہے جو علماء حق کی سرپرستی میں ﷲ الامر کے پرچم کو بلند کیے ہوئے ہے۔

دار العلوم مدنیہ — بہاولپور

صدر : جناب عبد الغفار

نائب صدر : محمد ابراہیم جاوید

فون: ۶۷۷۱۵ | ہفت روزہ **ترجمانِ اسلام** لاہور | رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۱۳۲ :

غم وغصہ کی لہر دوڑ گئی - بعد میں مولانا کو ضمانت پر رہا کر دیا گیا-

حکومت کے اس قسم کے اوچھے ہتھکنڈے حکومت کی بوکھلاہٹ کی دلیل ہیں جمعیۃ کے رہنماؤں نے حکومت کے اس شرمناک رویّے کی سخت مذمت کی اور مقدمہ خارج کرنے کا مطالبہ کیا-

لائل پور

ڈھڈی والا کی معروف شخصیّت جناب مطلوب حسین کوکا اپنے ساتھیوں سمیت جمعیۃ علماء اسلام میں شامل ہو گئے اور انہوں نے حضرت امیر مرکزیہ اور قائد جمعیۃ مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود صاحب پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا-

سید نیاز احمد شاہ صاحب اور زاہد الراشدی صاحب کا ۲۹/۵/۷۵ / بعد العشا دفتر جمعیۃ واقع بٹ بلڈنگ سرکلر روڈ میں کارکنوں سے خطاب - ۳۰ کی صبح حلقہ ڈھڈی والا کے دفتر کا افتتاح اور شاہ صاحب کا جمعہ پر خطاب-

اظہار تعزیت

کہروڑ پکا مورخہ ۸/۵/۷۵/ آج صبح مقامی مجلس شوریٰ کا اجلاس زیر صدارت صوفی بشیر احمد نائب امیر جمعیۃ علماء اسلام کہروڑ پکا منعقد ہوا جس میں حضرت قائدِ جمعیۃ کے برادر عزیز حضرت مولانا احمد صاحب کی اہلیہ کی وفات پر نہایت گہرے رنج وغم کا اظہار کیا گیا اور مرحومہ کے لیے فاتحہ خوانی کر کے ایصال ثواب کیا گیا- اور شہر کے مختلف مدارس میں بھی قرآن خوانی کی گئی - اور دعائے مغفرت۔

سینیٹر محمد زمان خان اچکزئی

اسلام آباد۔ ۷ مئی ۷۵ء جنرل سیکرٹری جمعیۃ علماء اسلام بلوچستان سینٹر محمد زمان خان اچکزئی جو کافی بیمار تھے۔ ۱۱/ اپریل ۷۵ء سے ۷ مئی ۷۵ء تک قریباً ایک ماہ سنٹرل گورنمنٹ ہسپتال راولپنڈی میں زیر علاج رہے - اس دوران انہوں نے آپریشن بھی کرایا۔ بفضل خدا وہ روبہ صحت ہو گئے ہیں - کافی کمزور ہونے کے علاوہ زخم ابھی تک مکمل طور پر ٹھیک نہیں ہوتے ڈاکٹروں نے دو ماہ آرام کرنے کا مشورہ دیا ہے ۔ وہ ۷ /مئی ۷۵ء کو بذریعہ ہوائی جہاز اسلام آباد سے کوئٹہ روانہ ہو گئے - کوئٹہ میں چند دن قیام کرنے کے بعد وہ اپنے آبائی گاؤں عنایت اللہ کلریز گلستان چلے جائیں گے ۔

جمعیۃ عُلمأ اسلام راولپنڈی

کے امیر مولانا محمد فاروق نائب امیر قاری محمد امین ، ناظم اعلیٰ منشی غلام صادق اور سیکرٹری اطلاعات سید افضال احمد زیدی نے ایک مشترکہ بیان میں روزنامہ نوائے وقت کی مورخہ ۸ /مئی کی اشاعت میں زیڈ اے سلہری کے اس بیان کی سخت مذمت کی جس میں مرحوم جمال عبدالناصرؒ کے خلاف ہرزہ سرائی کرتے ہوئے صدر ناصر کو خارج از اسلام ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے ۔ مشترکہ بیان میں اس بات پر سخت تشویش کا اظہار کیا گیا کہ پاکستان میں امریکی گماشتے ایک بار پھر اپنے پر پرُزے نکال رہے ہیں اور سی ۔ آئی ۔ اے نے پاکستان میں قلم وضمیر خریدنے کا گھناؤنا کاروبار ازسر نو شروع کر دیا ہے - اندرونِ ملک نیپ اور دوسری اپوزیشن جماعتوں کے خلاف سرکاری مشینری کے ساتھ ساتھ صحافت میں اپوزیشن کی ترجمانی کے نام نہاد علمبردار بھی اپنی ضمیر فروشی کا مظاہرہ کرنے میں مستعدی دکھا رہے ہیں - ۸ /مئی ہی کے نوائے وقت میں چڑھتے سورج کے پجاری زیڈ اے سلہری نے عالم اسلام کے بطل جلیل جمال عبدالناصرؒ کے ساتھ ساتھ برصغیر کی آزادی کے دو متوالے اور انگریز سامراج کے زبردست دشمن مرحوم مولانا ابوالکلام آزادؒ اور مرحوم مولانا حسین احمد مدنیؒ کے خلاف ایک اور مضمون کی معرفت جس گندی ذہنیت کا مظاہرہ کیا ہے ہم اس کی بھی پُر زور مذمت کرتے ہیں -

ماہ رواں کا ماہنامہ

"تبصرہ"

شائع نہیں ہوگا - ووٹروں کی فہرستیں شائع ہونے کی وجہ سے پریس رات دن مصروف ہیں لہذا ماہِ رواں کا تبصرہ مرہون اشاعت نہیں ہو سکے گا - ادارہ تبصرہ قارئین سے معذرت خواہ ہے

بقیہ اداریہ :

ہم ببانگ دہل کہتے ہیں کہ ارباب اقتدار عملاً دانستہ اپوزیشن کو اسمبلیوں اور سینیٹ کی شرکت سے روک رہے ہیں - وہ نہیں پسند کرتے کہ خفیف سی آواز بھی ان کی راہ میں حائل ہو-

اس سے پہلے جس طرح حکومت نے اپوزیشن کے بغیر شرمناک قسم کے بل پاس کیے اب بھی وہ بجٹ کا مسئلہ بنانا چاہتی ہے ہمارے نزدیک اپوزیشن کے فیصلہ بائیکاٹ کی تمام تر ذمہ داری حکومت کے منفی اور جارحانہ رویہ پر عاید ہوتی ہے اگر وہ اپنے رویہ میں ذرا سی بھی لچک پیدا کرتی تو اپوزیشن بجٹ اجلاس میں ضرور شریک ہوتی -

کیونکہ اپوزیشن کا مقصد صرف ملکی سالمیت و بقاہے - ذاتی انا نہیں جبکہ حکومتی پارٹی نازک تر مسئلہ کو عزت نفس اور ذاتی وقار کا مسئلہ بنا کر ملک و ملّت کے لیے نت نئے مسائل کھڑے کرتی رہتی ہے -